﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 20 | جمعۃ المبارک 08 ؍نومبر 2013ء | 04 ؍محرم الحرام 1435 ہجری قمری ❁ 08 ؍نبوت 1392 ہجری شمسی | شمارہ 45

دعا پر یقین

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے دعا اس حال میں کرو کہ تم دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور غیر سنجیدہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات حدیث نمبر 3401)

ہمارا یہ جلسہ خالص دینی جلسہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن اعلیٰ معیاروں تک پہنچانا تھا جہاں تقویٰ میں ترقی بھی نظر آئے، ایمان کی مضبوطی بھی نظر آئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار بھی بلند ہوتے نظر آئیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک اور زرّیں ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی اہمیت و عظمت اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے حصول کے بارہ میں تاکیدی نصائح۔

اگر آج ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ سو سالہ جوبلی منا رہی ہے تو اس کا فائدہ تبھی ہے جب یہ سو سال ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننے والے ہوں اور ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ نسلوں میں بھی ہم اُس تعلیم کو جاری رکھیں گے، اُن خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں، ورنہ یہ جوبلیاں اور یہ فنکشن اور یہ دعوے اور نعرے کوئی چیز نہیں۔

پاکستان اور دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے اور دنیائے اسلام کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 30 اگست 2013ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی آلٹن میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ کچھ حد تک میں خطبہ میں بھی ذکر کر چکا ہوں، ہمارا یہ جلسہ خالص دینی جلسہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن اعلیٰ معیاروں تک پہنچانا تھا جہاں تقویٰ میں ترقی بھی نظر آئے، ایمان کی مضبوطی بھی نظر آئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار بھی بلند ہوتے نظر آئیں۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام نے بارہا ہمیں توجہ دلائی ہے، بارہا ہمیں نصائح فرمائی ہیں، بار بار بڑے درد اور فکر سے ان باتوں کو دہرایا تا کہ ہماری روحانی اور عملی حالتوں میں ترقی ہو۔ ہم اُس مقام پر پہنچ سکیں جو زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ہمیں حاصل ہونا چاہئے۔ ہم وہ معیار حاصل کر سکیں جو ایک حقیقی مسلمان کو حاصل کرنا چاہئے تا کہ وہ انعامات حاصل کر سکیں، اُن حقیقی خوشخبریوں کے حاصل کرنے والے بن سکیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کے لئے مقدر کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نصائح کو مختلف جگہوں پر پیش فرمایا، مختلف رنگ میں پیش فرمایا۔ ان نصائح کو مَیں آپ کے الفاظ میں ہی اس وقت آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی کیفیت کا اندازہ ہو، اور ہمارے سامنے آپ کی دلی کیفیت آ جائے اور ہم جلسے کے اس خاص ماحول میں اور اس ماحول کے زیرِ اثر زیادہ سے زیادہ ان معیاروں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ سچی خوشحالی اور راحت کس طرح حاصل ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ:

’’لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔ اسلام میں حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے لیکن جو اس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذّتوں کو ہی جنّت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے۔ اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آ جاتا ہے کہ سب دوست، آشنا، عزیز و اقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت جس قدر ناجائز خوشیوں اور لذّتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے۔ متقی کے لئے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3۔4) پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے۔ لیکن حصولِ تقویٰ کے لئے نہیں چاہئے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے، تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا۔ جس قدر اولیاء اللہ اور اقطاب گزرے ہیں انہوں نے جو کچھ حاصل کیا تقویٰ ہی سے حاصل کیا۔ اگر وہ تقویٰ اختیار نہ کرتے تو وہ سبھی دنیا میں معمولی انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے۔ دس بیس کی نوکری کر لیتے یا کوئی اَور حرفہ یا پیشہ اختیار کر لیتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ مگر آج جو عروج اُن کو ملا اور جس قدر شہرت اور عزّت انہوں نے پائی۔ یہ سب تقویٰ ہی کی بدولت تھی۔ انہوں نے ایک موت اختیار کی اور زندگی اُس کے بدلے میں پائی۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’قرآنِ شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّتِ غائی ہے۔‘‘ یعنی یہی اس کا اصل مقصد ہے ’’اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرکے سعدی کہتا ہے ؎

کلید در دوزخ است آں نماز
کہ در چشم مردم گذاری دراز‘‘

یعنی دوزخ کی کنجی وہ نماز ہے جو لوگوں کے لئے لمبی کرکے پڑھی جائے یعنی دکھاوے کے لئے پڑھی جائے۔

فرمایا: ’’ریاء الناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو وہ بالکل بے سُود اور الٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ اِحیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے فقراء خدا تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کے لئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے واسطے کرتے ہیں۔ انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں (کہ) ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئے گا‘‘ یعنی سفید کپڑے، صاف ستھرے کپڑے پہننے سے اُن کی بزرگی ظاہر نہیں ہوگی ’’اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئے گا۔‘‘ اگر میلے ہوں گے تو پھر امراء کے سامنے سبکی ہوگی، وہاں جا نہیں سکیں گے ’’اس لئے امراء میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنیں مگر ان کو رنگ لیتے ہیں۔ ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنے کے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً روزہ کے ظاہر کرنے کے واسطے‘‘ دوسروں کو یہ بتانے کے لئے کہ میں نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے ’’وہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پر پہنچتے ہیں اور وہ کھانے کے لئے اصرار کرتے ہیں‘‘ اگر گھر والا کھانے کے لئے اصرار کرے ’’تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھائیے میں نہیں کھاؤں گا، مجھے کچھ عذر ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنی ہوتے ہیں (کہ) مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات ان کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت اور شہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضا مندی کا موجب نہیں

ہوسکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے۔ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گرگئی ہے۔ عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے۔ اس لئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اسے توڑا جائے۔'' یعنی وہ تمام رسمیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے خلاف ہیں وہ بدعات ہیں، وہ رسوم ہیں، اُن کو توڑنا ہمارا فرض ہے۔ فرمایا: '' جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال اور افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں پھر ہم دنیا کی پروا کیوں کریں؟ جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو اس کو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے۔ جو حدودِ الٰہی اور وصایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں ان پر عمل کیا جاوے کہ اِحیاءِ سنّت اسی کا نام ہے۔ اور جو امور وصایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف نہ ہوں یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ ان میں ریاکاری مدّنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر اور تحدیث بالنعمۃ ہوں تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 391-390۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اگر دکھاوا نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے لئے تحدیثِ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا اظہار ہوتا ہے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے اور یہ جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو ہر ایک کو اپنے دل کو خود ٹٹولنا ہوگا کہ کیا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کے شکرِ نعمت کے طور پر ہے یا خود پسندی کے اظہار کے طور پر اور دنیا دکھاوے کے لئے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ تقویٰ سے انسان اللہ تعالیٰ کے کس قدر انعامات کا وارث بنتا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

'' اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کے لئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ کوئی ہوگا جو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس: 10) کا مصداق ہوگا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شئے ہے۔ انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذات کی ہر ایک شئے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔ چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اور راہ سے مالدار کردے۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اور راہ سے پوری کردے جس میں اس کی رضا حاصل ہو۔ حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔'' یعنی کوئی بھی برائی جب انسان کرتا ہے، اُس وقت جو اُس کی حالت ہوتی ہے اُس کے دل سے اُس وقت ایمان نکل چکا ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایمان کی حالت ہو اور انسان برائیوں میں مبتلا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اُس سے نکل جاتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کا خوف نکلا تو ایمان بھی نکل گیا۔ پھر آپ اس فقرے کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ '' جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے۔ اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے۔'' اگر یہ ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر فعل کو دیکھ رہا ہے تو یہ برائیاں ہو ہی نہیں سکتیں، کسی برائی میں انسان مبتلا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ: '' اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو وہ سب کچھ پا سکتا ہے۔ بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے''۔ چھوٹے گناہوں اور بڑے گناہوں سے بچے۔ '' انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔'' جتنی بھی حکومتیں ہیں ان کے قانون ہیں، ان کے حکم ہیں، یہ گناہوں سے نہیں بچا سکتے، بلکہ اب تو حکومتوں کے قانون ایسے بن رہے ہیں جو گناہوں میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حکومتوں پر بھی رحم کرے اور ان کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔ فرمایا: '' حُکّام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کرکے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے۔ اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے''۔ جہاں انسان نے یہ سمجھا کہ میں اکیلا ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا، اس کا مطلب خدا تعالیٰ کا خوف بھی ختم ہوگیا اور جب یہ ختم ہوا تو فرمایا اُس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے۔'' اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے دیکھتا ہے۔ ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا۔ تقویٰ سے سب شئے ہے۔ قرآن نے ابتدا اسی سے کی ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ: 5) سے مراد بھی تقویٰ ہے کہ انسان اگرچہ عمل کرتا ہے مگر خوف سے جرأت نہیں کرتا کہ اسے اپنی طرف منسوب کرے اور اسے خدا کی استعانت سے خیال کرتا ہے اور پھر اسی سے آئندہ کے لئے استعانت طلب کرتا ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا اور اپنے ہر فعل کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے عمل میں لائے جانے کو جب انسان سوچتا ہے تو یہی تقویٰ ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ: 5) جب ہم کہتے ہیں تو یہ تقویٰ کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ فرمایا: '' پھر دوسری سورت بھی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ: 3) سے شروع ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتا ہے جب انسان متقی ہو۔ اس وقت خدا تمام داعی گناہ کے اٹھا دیتا ہے۔'' یعنی خواہشات اور ارادے جو گناہوں کے ہوں اٹھا دیتا ہے۔'' بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے۔ دوا کی ضرورت ہو تو دوا دیتا ہے۔ جس شئے کی حاجت ہو وہ دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اسے خبر نہیں ہوتی۔ ایک اور آیت قرآن شریف میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (حٰم سجدہ: 31) اس سے بھی مراد متقی ہیں۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی ان پر زلزلے آئے، ابتلاء آئے، آندھیاں چلیں مگر ایک عہد جو اس سے کر چکے ہیں اس سے نہ پھرے۔ پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے ایسا کیا اور صدق اور وفا دکھلائی تو اس کا اجر یہ ملا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی ان پر فرشتے اترے اور کہا کہ خوف اور حزن مت کرو، تمہارا خدا متولّی ہے۔ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ: 31) اور بشارت دی کہ تم خوش ہو اس جنت سے۔ اور اس جنت سے یہاں مراد دنیا کی جنت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن: 47)''۔ اور جو اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے، اُس کے مقام سے ڈرتا ہے، اُس کے لئے دو جنّتیں ہیں، دنیا میں بھی اور اخروی بھی۔ پھر فرماتے ہیں '' پھر آگے ہے۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (حٰم السجدۃ: 32) دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے ولی اور متکفّل ہیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 557 تا 559۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

'' ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے'' یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا '' وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہئے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہوگے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہو گی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں، یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہوسکتی۔ اس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چُھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکّل نہیں ہوسکتے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 645۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ تمام قسم کے اخلاقِ رذیلہ کو چھوڑنے اور اخلاق فاضلہ اختیار کرنے کے لئے تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔

اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: '' متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے اُن کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں''۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔'' اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ: 62) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف: 197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے مَیں اس کو کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔''

پھر فرمایا کہ '' خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاصّہ ہے کہ جیسے اس انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں۔ اور اسی لئے جن پر یہ ہوتی ہیں ان کے لئے وہ نشان بولی جاتی ہیں۔ اس کی نظیر دیکھ لو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے دشمنوں نے کیا کیا کوششیں آپ کی ناکامیابی کے واسطے کیں مگر ایک پیش نہ گئی حتیٰ کہ قتل کے منصوبے کئے۔ مگر آخر ناکامیاب ہی ہوئے......''۔

فرماتے ہیں: '' اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں ہے۔ کیونکہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں۔ اور زکوٰۃ صاحبِ مال کو دینی پڑتی ہے۔ مگر نماز ہے کہ ہر ایک (حیثیت کے آدمی) کو پانچ وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اسے ہرگز ضائع نہ کریں۔ اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ میں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔'' (اتنا پکا ایمان ہونا چاہئے) '' اسی حالت میں بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں۔'' قبول کر لے۔ '' کیونکہ دوسرے دنیاوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرایا ہے۔ جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے۔'' یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہر جگہ ہر وقت بھرا ہوا ہے، اگر یہ حالت ہو تو فرمایا '' اسے اس امر پر یقین ہو کہ مَیں ایک سمیع، علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اگر اسے مِہر آجاوے تو ابھی دے دیوے۔'' یعنی یہ یقین بھی ہو اللہ تعالیٰ پر کہ وہ دعائیں سننے والا ہے اور سب خزانوں کا مالک ہے اور اگر اُس پر ابھی مہربانی آجائے تو ابھی دے دیوے۔ فرمایا '' بڑی تضرع سے دعا کرے۔ نااُمید اور بدظن ہرگز نہ ہووے اور اگر اسی طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے اور اَور فضل بھی شامل حال ہوں گے اور خود خدا بھی ملے گا۔ تو یہ طریق ہے جس پر کاربند ہونا چاہیے۔ مگر ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپروا ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پروا نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پروا نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 680 تا 682۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک اہم بات جو ایک حقیقی احمدی میں ہونی چاہئے وہ ایمان کی حالت ہے، اس کی مضبوطی کی حالت ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو قسموں کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں سے ایک ایمان کا زبانی اقرار ہے، وہ جو ہر ایک کہتا ہے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں، مسلمان بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا اس کا عملی اظہار ہے۔ یعنی ایک زبانی اظہار اور ایک عملی اظہار۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

'' بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اس کا اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔ دوسری قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہ ہو مَیں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر یہ دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ خاصّہ جو ایمان باللہ کا ہے اس کو حاضر ناظر مان کر پیدا نہیں ہوتا؟ دیکھو! انسان ایک ادنیٰ درجہ کے چوہڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا پھر اس خدا کی مخالفت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جس کی بابت کہتا ہے (یعنی جس کے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 271

مکرم حسام النقیب صاحب (4)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے مکرم حسام النقیب صاحب کی زبانی ان کے اور ان کے والد صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا ایک بڑا حصہ بیان کیا تھا۔اس قسط میں ان کی بعض مولویوں کے ساتھ بحث کا حال بیان کیا جائے گا۔

ایک مولوی سے مکالمہ

مکرم حسام صاحب بیان کرتے ہیں:

بیعت کے کچھ عرصہ کے بعد ایک روز میرے ایک دوست نے مجھے کہا کہ چلو ہم اپنے پرانے دوست سے ملنے کے لئے جاتے ہیں جو اس وقت فلاں مسجد کا امام ہے۔یہ ہم سے کچھ سال بڑا تھا لیکن کسی زمانے میں ہماری اچھی دوستی تھی۔ جب ہم اس سے ملے تو وہ کسی کا نکاح پڑھا رہا تھا۔اس نے ہماری بڑی آؤ بھگت کی۔موقع پا کر مَیں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری یہ نکاح کی کارروائی زیادہ دیر تک جاری رہے گی؟

مولوی: ہاں، لیکن اگر تم کچھ بات کرنا چاہتے ہو تو کرسکتے ہو۔**حسام:** دراصل میں نے آپ سے ایک نہایت اہم امر کے بارہ میں بات کرنی تھی۔اور اس کے لئے یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ بہرحال میں کسی اور وقت میں حاضر ہونے کی کوشش کروں گا۔**مولوی:** آپ مجھے بات کا موضوع تو بتا دیں تا کہ میں آپ کی رضا ورغبت کے مطابق کسی وقت مل بیٹھنے کا پروگرام بنا سکوں۔**حسام:** کیا آپ نے احمدیت کے بارہ میں سنا ہے؟ **مولوی:** ہاں ہاں، میں نے قادیانیت کے بارہ میں بہت کچھ سنا اور بہت کچھ پڑھا بھی ہے بلکہ بہت تحقیق کی ہے۔لیکن تم اس کے بارہ میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ **حسام:** میرے پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں احمدی ہوگیا ہوں۔اور اسی کے بارہ میں آپ سے بات کرنے کے لئے آیا ہوں۔

میری بات سنتے ہی حیرت سے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ چند لمحات کے توقف کے بعد اس نے کہا: میرے ساتھ مذاق نہ کرو، تمہیں احمدیت کا پتہ ہی کیا ہے جو اتنی جرأت کے ساتھ اپنے احمدی ہونے کا اعلان کررہے ہو؟

حسام: مجھے علم ہے کہ مَیں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں سچ سچ کہہ رہا ہوں کہ مَیں بفضلہ تعالیٰ احمدی ہو گیا ہوں۔ **مولوی:** خدارا سنجیدہ مت ہو، اور یہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو۔میں اس سلسلہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بلکہ کل ہی ملنا چاہتا ہوں۔کیا آپ کے پاس وقت ہے؟

یوں ہم حسب وعدہ اگلے دن ملے تو میں اپنے ساتھ بعض کتابیں بھی لے گیا۔میں نے ملتے ہی انہیں کہا کہ ہماری بات دجال کے بارہ میں بحث سے شروع ہوگی۔ کیونکہ اگر دجّال کا خروج ثابت نہ ہوا تو اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ امام مہدی علیہ السلام کا بھی ظہور نہیں ہوا اور نتیجۃً میرا موقف غلط ثابت ہوگا۔ اس بات پر ہمارا اتفاق ہوگیا اور بات شروع ہوئی تو نہایت گرما گرم بحث ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب کو یہ احساس ہوگیا کہ اس کا عجیب و غریب غیر منطقی موقف دراصل حدیثوں کے ظاہری الفاظ سے ماخوذ ہے اور ان احادیث کو ظاہر پر محمول کرنے سے اسی طرح کے باہم متعارض امور ہی سامنے آتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عقل ومنطق کے مطابق تشریح اور قوی دلائل نے ان روایات کے ظاہری تضاد کو دُور کردیا ہے جسے قبول کرنے کے سوا مولوی صاحب کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ روایات کے مذکورہ بالا تضاد کا اس کے پاس کوئی حل نہ تھا۔

کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب نے رک کر کہا کہ کیا تم نے دجّال کے بارہ میں تمیم الداری کی حدیث پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی پڑھ لیتے ہیں۔ میں نے فوراً اپنی ایک کتاب کھول کر مذکورہ حدیث پڑھنا شروع کردی۔

(ان کی اگلی بات کو سمجھنے کیلئے تمیم الداری کی حدیث کے بارہ میں علم ہونا ضروری ہے۔لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں اس حدیث کا خلاصہ درج کرکے پھر ان کی بات کو جاری رکھا جائے۔

حدیثِ تمیم الداری

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر منبر پر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ سے ایک قصہ بیان کیا ہے جس سے میری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے جو مَیں نے دجال کے متعلق تمہیں بتائی ہے۔اس نے بتایا کہ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بڑی کشتی میں سمندری سفر پر نکلا، سمندر میں طوفان کے باعث وہ ایک ماہ تک بھٹکتے رہے بالآخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ دکھائی دیا وہ اس جزیرہ پر اتر گئے، سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے۔ وہ بولی میں دجّال کی جاسوس ہوں۔تم اس گرجے میں داخل ہو جاؤ جہاں ایک شخص تمہارا منتظر ہے۔ہم اس گرجے میں پہنچے تو وہاں ایک ایسا قوی ہیکل شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہ دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے۔اس نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب باشندے ہیں اور سمندر میں طوفان کی وجہ سے بھٹک کر ادھر آ گئے۔اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں آتا ہے۔**اس نے کہا کہ وہ وقت قریب ہے جبکہ اس میں پھل نہ آئیں گے۔** پھر اس نے بحیرہ طبریہ کے متعلق پوچھا کہ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: بہت ہے۔**اس نے کہا کہ وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا۔** پھر اس نے کہا اچھا نبیّ الأمیّین کا کچھ حال سناؤ۔ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں۔اور اب وہ اپنے گردونواح پر غالب آچکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت قبول کرچکے ہیں۔**اس نے کہا لوگوں کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کرلیں۔** پھر اس نے کہا کہ میں مسیحِ دجال ہوں اور وہ وقت قریب ہے جبکہ مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔مَیں باہر نکل کر تمام زمین میں گھوم جاؤں گا۔اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں مَیں داخل نہ ہوں بجز مکہ اور طَیبہ کے ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو کیا یہی بات میں نے تمہیں نہیں بتائی تھی۔لوگوں نے کہا: جی ہاں آپ نے یہی بات بیان فرمائی تھی۔

تمیم داریؓ کی حدیث کا خلاصہ درج کرنے کے بعد اب ہم مکرم حسام النقیب صاحب کی مولوی صاحب کے ساتھ بحث کی طرف لوٹتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:)

میں اس حدیث کا ہر فقرہ پڑھنے کے بعد مولوی صاحب سے پوچھتا کہ یہ کس کا قول ہے؟ مولوی صاحب جواب دیتے کہ یہ دجّال کا قول ہے۔جب ایسا کرتے ہوئے مَیں نے ساری حدیث پڑھ لی تو مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا ایسے شخص کو دجّال کہا جاسکتا ہے جسے علم الغیب بھی عطا ہوا ہے، جو پیشگوئیاں بھی کرتا ہے کہ فلاں چشمہ کا اور فلاں جھیل کا پانی سوکھ جائے گا، جو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تلقین کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ اس کی اطاعت کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے وغیرہ وغیرہ؟ ایسا شخص تو نبیوں کے نقش قدم پر چلنے والا ہوسکتا ہے۔کل کلاں کو اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا شخص آجائے جو علم الغیب بھی بتائے اور سچی پیشگوئیاں بھی کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی تلقین بھی کرے تو کیا ہم اسے سچا مانیں گے یا جھوٹا؟ اور اس کے جھوٹ کی ہمارے پاس کیا دلیل ہوگی؟

یہ سن کر مولوی صاحب کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور گزر گئے۔ حیرت وتعجب نے اسے بالکل خاموش کردیا تھا۔خجالت کی اس کیفیت میں وہ صرف اسی قدر کہہ سکا کہ: مجھے کچھ وقت دو، اور یہ کتابیں بھی دے دو جنہیں پڑھنے کے بعد ہم اس موضوع پر دوبارہ بات کریں گے۔میں نے کہا ٹھیک ہے۔ہم زمین پر بیٹھے ہوئے تھے، جب مولوی صاحب جانے کے لئے اٹھے تو اپنے قدموں پر کھڑے نہ ہو پائے اور گر گئے۔ پھر اپنی خفّت کو چھپانے کے لئے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ میں یہ کتب ضرور پڑھوں گا اور تمہیں جواب دوں گا۔

{اگر دجال سے متعلق جملہ روایات کا ظاہری مطلب ہی مراد لیا جائے تو انکا داخلی تعارض نا قابلِ حل ہو جاتا ہے اور بے شمار ایسے سوالات جنم لیتے ہیں جیسے مکرم حسام النقیب صاحب نے بحث کے دوران مولوی صاحب کے سامنے رکھے تھے۔اور بغیر تاویل کئے یہ تعارض حل نہیں ہوسکتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان احادیث کی ایسی تشریح فرمائی ہے جو عقل ومنطق کے مطابق ہے۔تمیم الداری کی اس حدیث پر بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفصل روشنی ڈالی ہے جس کے لئے ملاحظہ ہو: ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 357 تا 863 اور صفحہ 555 تا 558۔ نیز مباحثہ لدھیانہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 16 تا 17 اور صفحہ 118 تا 121۔(ندیم)}

تکفیر قادیانیت کے بارہ دلائل!!

مکرم حسام النقیب صاحب بیان کرتے ہیں کہ: مولوی صاحب وعدہ کر کے گئے تھے کہ وہ میری کتب کے مطالعہ کے بعد میرے ساتھ دوبارہ بات کریں گے۔مَیں توقع کررہا تھا کہ مولوی صاحب اپنی سبکی کو دُور کرنے کے لئے دجال کے بارہ میں اپنے موقف کی تائید میں کچھ دلائل اکٹھے کرکے لائیں گے۔لیکن تقریباً ایک ہفتے کے بعد جب وہ دوبارہ تشریف لائے تو سلام دعا کے بعد انہوں نے اپنے تھیلے سے ایک قدیم اور پھٹی ہوئی کتاب نکالی اور اسے کھول کر ایک صفحہ سے پڑھنا شروع کردیا، جو کچھ یوں تھا: مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی بارہ وجوہات: کیونکہ انہوں نے شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا، ملائکہ کا انکار کیا، جنّ کا بھی انکار کیا، کیونکہ وہ برطانیہ کے ایجنٹ تھے اور انہوں نے جہاد کو حرام قرار دیا۔وغیرہ وغیرہ۔

جب وہ کتاب کے اس صفحہ سے اپنے زعم میں تکفیر قادیانیت کے بارہ دلائل پڑھ چکا تو میں نے نہایت سنجیدگی اور نرمی سے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے جو فرمایا ہے اس کی کوئی ایک دلیل بھی عطا فرمادیں۔

مولوی صاحب نے متعجبانہ صورت بناتے ہوئے قریب بیٹھے میرے ایک دوست کو مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے اس کے سامنے بارہ دلائل بیان کئے ہیں اور یہ ابھی تک کہہ رہا ہے کہ ایک دلیل دے دیں۔

میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ باقاعدہ مولوی ہیں، آپ ہی مجھے بتائیں کہ یہ کتاب جس کا نام تک معلوم نہیں ہے اس کے کسی صفحہ سے آپ بے سروپا الزامات پڑھتے جائیں تو کیا وہ سب دلائل کہلائیں گے؟ گزشتہ ہفتے کی گفتگو میں ہم نے قرآن وسنت کے حوالے سے بات کی تھی۔آپ خود ہی بتائیں کہ کیا خدا کا کلام حجت ہے یا لوگوں کی باتیں؟ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مَیں خدا اور اس کے نبی کا کلام چھوڑ کر اس بوسیدہ کتاب کے مجہول کاتب کی باتیں مان لوں؟ مَیں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیح موعود اور مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کو قرآن وسنت کے مطابق دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے لیکن آپ اس کی بجائے یہ بوسیدہ کتاب اٹھا لائے ہیں۔اگر کوئی مجھے آپ کے بارہ میں یہ کہے کہ آپ جھوٹے مولوی ہیں تو کیا مجھے آنکھیں بند کر کے اسے قبول کرلینا چاہئے یا مجھے آپ کی باتیں سن کر خود فیصلہ کرنا چاہئے؟ کیا آپ کے بیشتر خیالات آج کل کے بعض مشہور مولویوں کی رائے کے خلاف نہیں ہیں بلکہ آپ نے خود ہی مجھے کہا تھا کہ ان مولویوں کی اکثریت منافقانہ طریق اپنائے ہوئے ہے۔ پھر اگر آپ خود کو ان نام نہاد مولویوں کی رائے سے اختلاف کرنے کا حق دیتے ہیں تو کسی دوسرے کو یہ حق دیتے ہوئے کیوں تنگی محسوس کررہے ہیں۔

مَیں جوش میں نہ جانے کتنی لمبی تقریر کرتا رہا حتی کہ تھک کر جب خاموش ہوا تو مولوی صاحب نے کسی قدر زچ ہوکر کہا: تم خواہ جتنی بھی کوشش کرلو، شام میں تمہیں کوئی کامیابی نہیں ملے گی۔

میں نے کہا: بلکہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب تمہاری بستی میں بھی احمدیت پھیلے گی اور کئی احمدی تمہارے پاس آکر تمہیں احمدیت کی تبلیغ کریں گے۔میری آپ کو نصیحت ہے کہ اگر آج آپ احمدیت کو قبول کرنے سے انکاری ہیں تو اُس وقت ضرور اسے قبول کرلینا۔

میں یہ الفاظ کہتے ہوئے نہایت پُر یقین تھا کہ احمدیت ہر جگہ اور اس مولوی کی بستی میں بھی پھیل کر رہے گی۔لیکن شاید اسے زعم تھا کہ باقی بستیوں کی طرح اس کی بستی کے لوگ بھی مولویوں کے پیچھے چلنے کے عادی ہیں لہٰذا ایسا ہونا ناممکن ہے۔اس واقعہ کے چار سال بعد مجھے بعض احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا میرا تعلق فلاں بستی سے ہے۔ یہ اسی مولوی کی بستی تھی۔ میں نے اس احمدی سے پوچھا کہ کیا تم مولوی ابو ماجد کو جانتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ وہ تو ہماری بستی کے مشہور مولوی ہیں۔ میں نے کہا کہ واپسی پر اسے احمدی احباب کی یہاں ملاقات کے بارہ میں بتا کر میری طرف سے سلام کہنا۔

(باقی آئندہ)

رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم

تحریرفرمودہ: حضرت مرزا بشیرالدین محموداحمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر5

پہلی کتب کیلئے رحمت

میں نے بزرگانِ دین کی طرف توجہ کرنے کے بعد پہلی کتب کی طرف نِگہ کی اور میں نے خیال کیا کہ بزرگ فوت ہوچکے اوران کے کارنامے لوگوں کے سامنے نہیں اور شاید انسان انسان سے حَسد بھی کرتا ہے ممکن ہے حسد اور بُغض کی وجہ سے لوگوں نے ان بزرگوں کی قدر نہ کی ہو۔ اور چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی باتوں میں آگئے ہوں اس لئے آؤ ہم ان کتب پر نظر ڈالیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اوران کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں۔ میں نے ویدوں پر نِگہ کی اوران میں بعض ایسے شاندار خیالات دیکھے، ایسے پاکیزہ جواہر پارے دریافت کئے کہ میرے دل نے تسلیم کرلیا کہ ان کو پیش کرنے والے رِشی مُنی خداتعالیٰ سے ہی سیکھ کر یہ باتیں پیش کرتے تھے۔اس کے کئی حصے میری سمجھ میں نہیں آئے لیکن میں نے سمجھا اتنے لمبے عرصہ میں انسانی دست بُرد بھی کتابوں کو کچھ کا کچھ بنادیتی ہے۔ بہرحال ان میں مندرج خیالات کی عام رَو نہایت پاکیزہ تھی۔ پھر میں نے گوتم بُدھؑ کی پیش کردہ تعلیم کو دیکھا تو اصولی طور پر اس کو بہت سے حُسن سے پُر پایا۔ اگر ویدوں میں محبتِ الٰہی کے جلوے نظر آرہے تھے تو بدھؑ کی تعلیم میں خداتعالیٰ پر اتّکال اور اخلاقِ فاضلہ کے خوبصورت اصول نظر آئے۔ بیشک ان کی تعلیم میں بھی بہت سی باتیں میری عقل کے خلاف تھیں مگر اصولی طور پر میں اِس امر کو سمجھ سکتا تھا کہ وہ تعلیم آسمانی منبع سے ہی نکلی ہے اور انسانی عقل اس کا سرچشمہ نہیں۔ گویہ حق ہے کہ انسان نے بعد میں کَتَر بیُونَت سے اس کے حسن کو کم کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔اس کے بعد مَیں زرتشتؑ کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا اور اس میں مَیں نے نہ صرف اخلاق کی اعلیٰ تعلیم پائی بلکہ تدبیر کا پہلو نہایت روشن طور پر کام کرتا ہوا نظر آیا۔ بدھؑ میں صوفیت کی روح کام کررہی تھی لیکن زرتشت میں ایک معلّم کی جو ایک بچہ کی کمزوریاں دیکھ کر اس کو تفصیلی ہدایات دیتا ہے جن سے اُس کے لیے اپنا کام عمدگی سے پورا کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ میں نے اس میں دوسری تعلیمات کے مقابلہ میں مبدء کی نسبت معاد پر زیادہ زور پایا اور اس میں یہ روح کام کرتی ہوئی دیکھی کہ زیادہ اس خیال میں نہ پڑو کہ تم کس طرح پیدا ہوئے؟ تم کدھر جارہے ہو اور مستقبل میں تم سے کیا پیش آنے والا ہے اس کا زیادہ خیال کرو۔ میں نے دیکھا کہ وہ تعلیم جنت اور دوزخ اور عالَمِ برزخ اور حساب اور توبہ اور گناہوں کی فلاسفی وغیرہ کے خیالات سے لبریز تھی اور گو اس میں بھی انسانی دست اندازی کے اثر ہَویدا تھے لیکن یہ امر بھی بِالبداہت ثابت ہوتا تھا کہ اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور زرتشتؑ ایک عمدہ گویّے نہ تھے جو فطرت کے رازوں کو ظاہر کررہے ہوں بلکہ خود ایک نَے تھے جس میں دوسرا شخص اپنی آواز ڈالتا ہے اور جس سُر کے اظہار کیلئے چاہتا ہے اسے کام میں لاتا ہے۔ پھر میں نے تورات اور اس کے ساتھ کی کتب پر نگاہ کی اورانہیں خداتعالیٰ کے جلال کے اظہار اور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات کے خیالات سے پُر پایا۔ مَیں نے دیکھا کہ ان کتب میں اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حکومت اور ان کی مشکلات میں ان کی رہنمائی پر خاص زور تھا اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا گویا خداتعالیٰ کوئی الگ بیٹھی ہوئی ہستی نہیں بلکہ وہ ایسا بادشاہ ہے جو روزمرہ اپنے بندوں کے کام کا جائزہ لیتا ہے اور شریر کو سزا دیتا اور نیک کو انعام دیتا ہے اوران کی غلطیوں پر تنبیہ کرنے کیلئے تازہ بتازہ احکام بھیجتا رہتا ہے۔ میں نے اس مجموعہ میں یہ نیا امر دیکھا کہ جہاں گزشتہ کتب تعلیم پر زیادہ زور دیتی تھیں اور معلّم کو نظرانداز کردیتی تھیں وہاں اِس مجموعہ میں معلّموں کی شخصیتیں نہایت نمایاں نظر آتی تھیں اور تعلیم سے کم معلّم کی شخصیت پر زور نہ تھا اور اسی اصل کے ماتحت اس کتاب میں ایک یا دو معلّموں کے ذکر پر بس نہیں کی گئی تھی بلکہ معلّموں کی ایک لمبی صف تھی جو ہر وقت تعلیم کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کیلئے استاد نظر آتی تھی۔اس شریعت میں بھی زرتشتی کتاب کی طرح تفصیلاتِ تعلیم پر خاص زور تھا اور گو اس میں بھی انسانی ہاتھ کی دخل اندازی صاف ظاہر تھی لیکن مَیں نے دیکھا کہ آسمانی نور کی روشنی اِس قدر درخشاں تھی کہ کوئی نابینا ہی اس کے دیکھنے سے قاصر رہے تو رہے۔ پھر میں نے انجیل کی طرف نگاہ کی اور اسے گو میں ایک کتاب تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ مسیحؑ کے اقوال اور تعلیمیں اس میں بہت ہی کم نقل تھیں، زیادہ تر اُس کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی تھی، لیکن پھر بھی اس میں روحانیت کی جھلک تھی اور جو تھوڑی سی تعلیم مسیحؑ کی طرف منسوب کرکے اِس میں لکھی گئی تھی وہ نہایت اعلیٰ اور دلکش تھی۔ اِس کتاب میں سزا اور جزا کی جگہ محبت اور رحم پر زیادہ زور تھا اور انسان کی ذاتی تکمیل کی جگہ آسمانی امداد پر انحصار رکھا گیا تھا۔ بدھؑ کی طرح توکّل کا مظاہرہ تو نہ تھا لیکن مشکلات کے وقت خداتعالیٰ کی امداد پر ضرور زور دیا گیا تھا۔اس کتاب سے خود ہی ظاہر تھا کہ مسیحؑ گو ایک مُلہم مِنَ اللہ تھے لیکن شریعتِ جدیدہ کے حامل نہ تھے۔ اور گو ان کے الہامات اس میں مذکور نہ تھے لیکن جو کچھ حصہ الہامات کا اس میں مذکور تھا وہ لطیف اور اللہ تعالیٰ کی شان کا ظاہر کرنے والا تھا اور ایک ادنیٰ نظر سے اس کے الہامی ہونے کا علم حاصل کیا جاسکتا تھا۔ میں نے ایک خوشی کا سانس لیا اور کہا جس طرح خداتعالیٰ کا مجازی نور اُس کے مادی عالَم کی ہر شَے سے ظاہر ہے اِسی طرح اُس کا حقیقی نور اس کے روحانی عالَم کی ہر شے سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا گو نبی فوت ہوچکے ہیں مگر یہ کتب اپنے حُسنِ دلکش کی وجہ سے ضرور لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہوں گی اور یہ باغِ روحانی کے مختلف پودے ضرور یکجا جمع ہوکر دنیا کی روحانی کوفت کو دور کرتے اور اُس کی اخلاقی افسردگی کو مٹاتے ہوں گے۔ مگر میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ باوجود آنکھوں کے سامنے اِن روحانی جواہرات کی موجودگی کے ہر اک یہی شور مچا رہا تھا کہ میرے پاس تو قیمتی ہیرے ہیں اور دوسرں کے پاس بے قیمت پتھر۔ میں نے کہا خدایا! ان عقل کے اندھوں کو کیا ہوگیا کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ کیا دنیا سے انصاف مِٹ گیا ہے؟ کیا انسان اپنی روحانیت کی نمائش گزشتہ ایام میں کر چکا اور اب بالکل کھوکھلا ہوگیا ہے؟ کیا یہ دنیا جو کسی وقت خدا کا تخت گاہ کہلاتی تھی اب محض شیطان کی چوگان بازی کیلئے رہ گئی ہے؟

مَیں اِسی فکر میں تھا کہ پھر وہی دلوں کو پاک اور دماغوں کو منور کردینے والی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا کہ ہمارا یہ مسلک نہیں کہ دوسروں کی قبروں پر اپنا محل بنائیں۔ جو حسن کو نہیں دیکھتا وہ اندھا ہے۔ بیشک گزشتہ کتب میں انسانی دست بُرد نے تغیر کردیا ہے لیکن پھر بھی ان کا منبع الٰہی علم ہے اور ہماری آواز ان کی مُصَدِّق ہے اور ان کے خداتعالیٰ کی طرف سے ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ہمیں خداتعالیٰ نے علاوہ اَور مقاصد کے اِس مقصد کے لئے بھی مبعوث فرمایا ہے کہ ہم تمام خداتعالیٰ کی کتب کی تصدیق کریں اور ان کی سچائی کو ثابت کریں۔ تا اللہ تعالیٰ پر ظلم کا الزام نہ لگے اور تا حُسن کو دیکھ کر اس کا انکار کرنے والے روحانی نابینائی کے مرض میں مبتلا نہ کئے جاویں۔ نادان انسان ان کتب کی صداقت کا کس طرح انکار کرسکتا ہے جو غیب پر مشتمل ہیں اور جن کی صداقت پر آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں کرکے اور خصوصاً ہمارے زمانہ کی خبر دے کر خداتعالیٰ نے مہر لگادی ہے۔ کوئی انسان نہیں جس کو غیب کا علم ہو اور یہ کتب تو غیب کے خزانوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی تو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ ان میں انسانی ملاوٹ ہے وہ توحید کی تعلیم کو خاص طور پر پیش کرتی ہیں حالانکہ شیطانی کلام خداتعالیٰ کی بادشاہت کو قائم نہیں کیا کرتا۔ اِس آواز کو سن کر میرے دل کی گرہیں کُھل گئیں، میری پریشانی دور ہوگئی اور میرے دل سے ایک آہ نکلی اور میں نے کہا یہ آواز گزشتہ کتب کیلئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ساؤتومے کے پانچویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عبدالرؤوف طارق۔ نیشنل صدر و مبلغ انچارج ساؤتومے)

جماعت احمدیہ ساؤتومے کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 جون 2013ء کو ایک روزہ پانچواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی یہ جلسہ Agostinho Neto میں منعقد کیا گیا جہاں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے ایک ہال کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا جبکہ انتظامیہ نے ایک دوسرا ہال ازخود استعمال کے لئے ہمیں پیش کردیا جس سے انتظامات میں بہت آسانی ہوگئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

پروگرام کے مطابق صبح خاکسار نے لوائے احمدیت اور لوکل مشنری مکرم عبداللہ صاحب نے ساؤتومے کا قومی پرچم لہرایا۔ ساڑھے نو بجے جلسہ سالانہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ میں سے چند اشعار پیش کئے گئے۔ افتتاحی تقریر میں خاکسار نے جلسہ سالانہ کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ پھر مکرم ابوبکر صاحب نے ''محبت رسولؐ کے تقاضے'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد تین مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پھر مکرم منگوٹ صاحب نے ''سیرت رسول ﷺ از روئے اغیار'' کے عنوان پر تقریر کی اور مکرم عبداللہ صاحب لوکل مشنری نے ''آنحضور ﷺ کی عبادت'' کے عنوان سے تقریر کی۔ بعد ازاں پانچ نومبایعین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آخری تقریر خاکسار نے ''رحمۃ للعالمینؐ'' کے موضوع پر کی اور پھر دعا کروائی۔

دعا کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا جس میں غیراز جماعت احباب نے بڑی دلچسپی لی اور متعدد سوالات کئے۔ بعد دوپہر اڑھائی بجے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

امسال جلسہ سالانہ میں 187 احمدی اور 67 غیراز جماعت احباب نے شرکت کی اس طرح کُل حاضری 254 رہی۔ حسب سابق تمام شاملین کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام جماعتی طور پر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شاملین جلسہ کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں قبول فرمائے اور اس جلسہ کا انعقاد ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ کونگو برازاویل کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: سعید احمد۔ مبلغ سلسلہ کونگو برازاویل)

جماعت احمدیہ کونگو برازاویل کا پانچواں جلسہ سالانہ مورخہ 8 و 9 جون 2013ء کو منعقد ہوا۔ امسال یہ جلسہ جماعت کی اپنی خرید کی ہوئی جگہ بمقام ماسینگو برازاویل میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جگہ کو وقار عمل کے ذریعہ تیار کیا گیا۔ جلسہ سالانہ میں 14 جماعتوں سے 155 احمدی احباب نے شرکت کی جبکہ 14 غیراز جماعت مسلمان اور 87 عیسائی احباب بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے جن میں دو پادری اور پانچ گاؤں کے نمبردار شامل تھے۔ جلسہ کے دوران ایک پادری اور دو نمبرداروں نے قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔ جلسہ سے قبل ایک چار روزہ کلاس کا انعقاد بھی کیا گیا جس میں شامل احباب کو اختلافی مسائل سمجھائے گئے۔

جلسہ سے قبل نیشنل ٹی وی اور ایک دوسرے ٹی وی چینل پر اعلانات کروائے جاتے رہے اور جماعت کا تعارف کروایا گیا نیز حضور انور کی امن کے بارہ میں کاوشوں کا بھی ذکر کیا گیا۔ نیشنل ٹی وی کو کنشاسا اور کیمرون میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو متعدد مقامات پر مخالف مسلمانوں نے روکنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے بعد ایک ایسے ہی مقام پر احمدی معلّم کو بھجوایا گیا جس نے خداتعالیٰ کے فضل سے ایک جزیرہ میں مخالفین کو جلسہ کی حقیقت سے آگاہ کیا اور احمدیت کے عقائد اور جماعت کی خدمات کے بارہ میں تفصیل سے بتایا چنانچہ جلسہ کے بعد ایک ماہ کے اندر پانچ گاؤں میں ایک سو سے زیادہ بیعتیں حاصل ہوچکی ہیں۔

ایام جلسہ میں نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔ جلسہ کا پہلا دن تربیتی امور پر تھا جس میں اطاعت امام، برکات خلافت، طہارت اور سچائی کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔ دوسرے روز رحمۃ للعالمینؐ، کفارہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے قلمی جہاد پر تقاریر کی گئیں۔ حضور انور کے مختلف ممالک کے دوروں کی ویڈیوز بھی دکھائی گئیں۔

الحمدللہ جلسہ بخیر و عافیت ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ یہ جلسہ ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بات کہو جو سب سے اچھی ہے۔ اور اچھی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔ قولِ سدید کا معیار اللہ تعالیٰ کے احسن حکموں میں سے ایک ہے۔

بہت سے احسن قول ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔ نیکی کے راستے اختیار کرنا اور بتانا احسن ہے اور برائی سے روکنا اور رُکنا احسن ہے۔

احسن قول اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف بھی لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر انسان کی محبت دوسرے انسان سے بھی پیدا کرتا ہے۔

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔

ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

یہی سب سے احسن قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہوگا۔

میں آسٹریلیا کی جماعت کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو یاد رکھیں کہ دعوتِ الی اللہ، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے لیکن اس کے لئے، اس کے ساتھ اور اس کام کو کرنے کے لئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 اکتوبر 2013ء بمطابق 18 اخاء 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الہدیٰ، سڈنی، آسٹریلیا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔ (بنی اسرائیل:54)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: اور تُو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

جیسا کہ آپ نے ترجمہ سے سن لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بات کہو جو سب سے اچھی ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔ اور اچھی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ''عِبَادِیْ'' کا لفظ استعمال کیا ہے کہ ''میرے بندے۔'' ہمیں اس بات کا پابند کر دیا کہ جو میرے بندے ہیں یا میرے بندے بننے کی تلاش میں ہیں ان کی اب اپنی مرضی نہیں رہی۔ ان کو اپنی مرضی چھوڑ کر میری مرضی کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور اچھائیوں اور ان اچھی باتوں کی تلاش کرنی چاہئے جو مجھے یعنی خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اس کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں یوں فرمائی ہے کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرۃ:187) اور اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا ہدایت پا جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''عِبَادِیْ'' یعنی میرے بندے کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے ہیں۔ (ماخوذ از جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 146)

وہی عِبَادِیْ میں شامل ہیں اور عِبَادِیْ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قریب ہیں۔ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے خدا تعالیٰ سے دور ہیں۔''

پس سچا عِبَادِیْ بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہر حکم کو مانیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں۔ اور جب یہ کیفیت ہوگی تو ہر قسم کی بھلائیوں کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے وہی بات کریں، کہا بھی کریں اور کیا بھی کریں جو خدا تعالیٰ کو اچھی لگتی ہے تو پھر لازماً اپنے ایمان کو بڑھانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی ہوگی۔ اپنے عمل اس طرح ڈھالنے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے اور احسن ہیں اور خوبصورت ہیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم عمل تو کچھ کر رہے ہوں اور باتیں کچھ اور ہوں۔ ہمارے عمل تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہوں لیکن دوسروں کو اُس کے مطابق جو اللہ اور رسول کے حکم ہیں ہم نصیحت کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے قول و فعل کے تضاد کو گناہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف:3) کہ اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:4) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

پس قول وفعل کا تضاد اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے بلکہ گناہ ہے۔ ایک طرف ایمان کا دعویٰ اور دوسری طرف دورنگی یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 43-42۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی سچی گفتگو بھی ہو اور جو گفتگو کر رہا ہے اس کا عمل بھی اس کے مطابق ہو، اگر نہیں تو پھر وہ فائدہ نہیں دیتی۔ پس یَقُوْلُ الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَن یہ ہے کہ وہ بات کہو جو اَحْسَن ہے اور کسی بندے کی تعریف کے مطابق اَحْسَن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے مطابق اَحْسَن ہے۔ نیکیوں کو پھیلانے والی ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے۔

ہر انسان اپنی پسند کی تعریف کر کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہے اس لئے وہ مومن ہو گیا۔ ایک شرابی یہ کہے کہ میں شراب پیتا ہوں اور تم بھی پی لو، جو میں کہتا ہوں وہ کرتا ہوں تو یہ نیکی نہیں ہے اور نہ ہی یہ احسن ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہاں اس معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں آزادی کے نام پر کتنی بے حیائیاں کی جاتی ہیں اور کھلے عام کی جاتی ہیں اور ٹی وی اور انٹرنیٹ پر اور اخباروں میں ان بے حیائیوں کے اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ فیشن شو اور ڈریس شو کے نام پر ننگے لباس دکھائے جاتے ہیں۔ تو بے شک ایسے لوگوں کے قول اور فعل ایک ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ مکروہ اور گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں یہ۔ پس بعض لوگ اور نوجوان ایسے لوگوں سے متاثر ہو جاتے ہیں کہ بڑا کھرا ہے یہ آدمی۔ جو کچھ ظاہر میں ہے وہی اندر بھی ہے دورنگی نہیں ہے۔ تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہے کہ یہ دورنگی نہ ہونا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ بے حیائیوں کا اشتہار دینا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہے۔ پس اس معاشرے میں رہنے والے نوجوانوں، مردوں، عورتوں کو ایسے ماحول سے بچنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے ہمیشہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:6) پر چلنے کی دعا کرنی چاہئے۔ شیطان سے بچنے کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے جو توقعات رکھتا ہے جن کا اُس نے ایک مومن کو حکم دیا ہے اُن کی تلاش کرنی چاہئے۔ اُن احسن چیزوں کو تلاش کرنے کی کوشش اور اُس کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے قرب کی نشاندہی فرماتا ہے۔ اپنی رضا کے طریق اُنہیں سکھاتا ہے۔ بندے کی نیکیوں پر خوش ہو کر اس کے عمل اور قول کی یک رنگی کی وجہ سے بندے کو ثواب کا مستحق بناتا ہے۔ ان باتوں کی تلاش کے لئے ایک مومن کو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی چاہئے تا کہ احسن اور غیر احسن کا فرق معلوم ہو، ان کی حقیقت معلوم ہو اور ان لوگوں میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ نے عِبَادِیْ کہہ کر پکارا ہے۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت کی انہیں نوید اور بشارت دی ہے۔ ہم احمدیوں پر تو اس زمانے میں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے قول اور فعل میں مطابقت رکھیں گے اور ہر وہ کام کریں گے اور اس کے لئے ہر کوشش کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک احسن ہے۔ ہمارے قول فعل میں یک رنگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی احسن باتوں کے لئے ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کریں گے جہاں سینکڑوں حکم دیئے گئے ہیں۔ احسن اور غیر احسن کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی قرب کی راہوں کے پانے والے بن جاؤ گے۔ یہ کرو گے تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنو گے۔

بعض باتوں کی اس وقت مَیں یہاں نشاندہی کرتا ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (آل عمران:111) یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں یا عباد الرحمٰن کا مقام حاصل کرنے والوں کی جماعت کو یہاں سب انسانوں سے بہتر جماعت فرمایا ہے۔ کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق احسن کو اپنے قول وفعل میں قائم کیا ہوا ہے۔ اس لئے بہتر ہیں کہ نیکی کی ہدایت کرتے ہیں۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کی بجائے اس ہدایت کی تلقین کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنا قرب دلانے کے لئے دی ہے۔ فرمایا کہ تم لوگ اس لئے بہتر ہو خیر اُمّت ہو کہ بدی سے روکتے ہو۔ ہر گناہ اور برائی سے آپ بھی رکتے ہو اور دوسروں کو بھی رکنے کی تلقین کرتے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکو اور پھر یہ کہ تمہارا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہے اس لئے تم خیر اُمّت ہو۔ تم اس یقین پر قائم ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر قول وفعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم اس ایمان پر قائم ہو کہ دنیا کے عارضی رب میری ضروریات پوری نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ جو ربّ العالمین ہے میری ضروریات پوری کرنے والا ہے اور میری دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اور پھر یہ قول ایسا ہے، یہ بات ایسی ہے جس کو دنیا کو بھی بتاؤ کہ تمہاری بقا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے اور چلنے سے ہے۔ دنیاوی آسائشوں اور عیاشیوں میں نہیں ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان احسن باتوں اور نیکیوں اور برائیوں کی مزید تفصیل دی ہے۔ مثلاً یہ کہ فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا (الفرقان :73) اور وہ لوگ بھی اللہ کے بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ بزرگانہ طور پر بغیر ان میں شامل ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہاں دو باتوں سے روکا ہے۔ ایک جھوٹ سے، ایک لغو بات سے۔ یعنی جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ کیسا بھی موقع آئے، جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ تمہاری گواہی کا معیار ایسا ہو کہ خواہ اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے کسی پیارے اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ پس یہ معیار ہے سچائی کے قائم کرنے کا۔ یہ معیار قائم ہوگا تو اس احسن میں شمار ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے احسن فرمایا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ نیکیوں میں مزید ترقی ہوتی ہے اور ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ سچائی کے بارہ میں مزید فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الفرقان:70) کہ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچ دار نہ ہو بلکہ سچی، کھری اور سیدھی ہو۔

یہ وہ سچائی کا معیار قائم رکھنے کے لئے احسن ہے جس کو کرنے اور پھیلانے کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے جائزے لیں تو سچائی کے یہ معیار نظر نہیں آتے۔ ہر قدم پر نفسانی خواہشات کھڑی ہیں۔ اگر ہم جائزہ لیں، کتنے ہیں ہم میں سے جو بوقت ضرورت اپنے خلاف گواہی دینے کو تیار ہو جائیں، اپنے والدین کے خلاف گواہی دیں، اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دیں اور پھر یہ معیار قائم کریں کہ اُن کی روز مرہ کی گفتگو، کاروباری معاملات وغیرہ جو ہیں ہر قسم کی پیچ دار باتوں سے آزاد ہوں۔ کہیں نہ کہیں یا تو ذاتی مفادات آڑے آجاتے ہیں یا قریبیوں کے مفادات آڑے آجاتے ہیں۔ یا اَنائیں آڑے آجاتی ہیں اور غلطی ماننے کو وہ تیار نہیں ہوتے۔ ان باتوں کو پیچ دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اپنی جان بچائی جائے تا کہ اپنے مفادات حاصل کئے جائیں۔

قولِ سدید کا معیار اللہ تعالیٰ کے احسن حکموں میں سے ایک ہے۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی احسن ہے کہ سچائی بغیر کسی اینچ پینچ کے ہو۔ اگر اس حکم پر عمل ہو تو ہمارے گھروں کے جھگڑوں سے لے کر دوسرے معاشرتی جھگڑوں تک ہر ایک کا خاتمہ ہو جائے۔ نہ ہمیں عدالتوں میں جانے کی ضرورت ہو، نہ ہمیں قضا میں جانے کی ضرورت ہو۔ صلح اور صفائی کی فضا ہر طرف قائم ہو جائے۔ اگلی نسلوں میں بھی سچائی کے معیار بلند ہو جائیں۔

پھر سچائی کے معیار کے حصول کی نصیحت کے ساتھ مزید تاکید یہ فرمائی کہ جن مجالس میں سچائی کی باتیں نہ ہوں، گھٹیا اور لغو باتیں ہوں ان سے فوراً اٹھ جاؤ۔ جہاں خدا تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف باتیں ہوں ان مجالس میں نہ جاؤ۔ اب یہ گھٹیا اور لغو باتیں اس زمانے میں بعض دفعہ لاشعوری طور پر گھروں کی مجلسوں میں یا اپنی مجلسوں میں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ نظام کے خلاف بات ہوتی ہے۔ کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ عہدیداروں کے خلاف اگر باتیں ہیں، اگر نیچے اُس پر اصلاح نہیں ہو رہی تو مجھ تک پہنچائیں۔ لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر جب وہ باتیں کرتے ہیں تو وہ لغو باتیں بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اس سے اصلاح نہیں ہوتی۔ اُس میں فتنہ اور فساد اور جھگڑے مزید پیدا ہوتے ہیں۔

پھر اس زمانے میں ٹی وی پر گندی فلمیں ہیں۔ انٹرنیٹ پر انتہائی گندی اور غلیظ فلمیں ہیں۔ ڈانس اور گانے وغیرہ ہیں۔ بعض انڈین فلموں میں ایسے گانے ہیں جن میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر مانگا جا رہا ہوتا ہے، یا اُن کی بڑائی بیان کی جا رہی ہوتی ہے جس سے ایک اور سب سے بڑے اور طاقتور خدا کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ یا یہ اظہار ہو رہا ہو کہ یہ دیوی دیوتا جو ہیں، بت جو ہیں، یہ خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی لغویات ہیں، شرک ہیں۔ شرک اور جھوٹ ایک چیز ہے۔ ایسے گانوں کو بھی نہیں سننا چاہئے۔

پھر فیس بک (Facebook) ہے یا ٹوئٹر (Twitter) ہے یا چیٹنگ (Chatting) وغیرہ ہیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

کمپیوٹر وغیرہ پر مجالس لگی ہوتی ہیں۔ اور ایسی بیہودہ اور ننگی باتیں بعض دفعہ ہو رہی ہوتی ہیں، جب ایک دوسرے فریق کی لڑائی ہوتی ہے تو پھر بعض نوجوان وہ باتیں مجھے بھی بھیج دیتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ پہلے خود ہی اُس میں شامل بھی ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی شریف آدمی اُن کو دیکھ اور سُن نہیں سکتا۔ بڑے بڑے اچھے خاندانوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس میں شامل ہوتے ہیں اور اپنا ننگ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ایک احمدی کے لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو تو حکم ہے کہ تم احسن قول کی تلاش کرو۔ اُس احسن کی تلاش کرو جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بنو اور جو لعنت ایسے لوگوں پر پڑنی ہے اُس سے بچ سکو۔ بہر حال بہت سے احسن قول ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔ نیکی کے راستے اختیار کرنا اور بتانا احسن ہے اور برائی سے روکنا اور رُکنا احسن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے ایک حقیقی عبد سے یہی فرماتا ہے کہ احسن قول تمہارا ہونا چاہئے۔ ایک جگہ فرمایا وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ (البقرۃ:149) کہ یعنی ہر ایک شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پر مسلط کر لیتا ہے۔ تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

پس جب نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش ہو گی تو قول اور عمل دونوں احسن ہوں گے۔ اُس کے مطابق ہوں گے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اگر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش ہو گی تو یقیناً پھر شیطان سے اور اُس کے حملوں سے بچنے کی بھی کوشش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو مَیں نے شروع میں تلاوت کی تھی اس میں فرمایا کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ۔ کہ یقیناً شیطان ان کے درمیان، یعنی انسانوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان کے بھی بہت سے معنی ہیں۔ اکثر ہم جانتے ہیں۔ شیطان وہ ہے جو رحمان خدا کے حکم کے خلاف ہر بات کہنے والا ہے۔ تکبر، بغاوت اور نقصان پہنچانے والا ہے اور اس طرف مائل کرنے والا ہے۔ حسد کی آگ میں جلنے والا ہے۔ نقصان پہنچانے والا ہے۔ دلوں میں وسوسے پیدا کرنے والا ہے۔ غرض کہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر وہ بات جو احسن ہے اور جس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا ہوں، شیطان اُس کے الٹ حکم دیتا ہے۔ نَزْغ یا اَلنَّزْغُ کا مطلب ہے، ’’شیطانی باتیں‘‘ یا مشورے جن کا مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا اور فساد پیدا کرنا ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان انسان کے لئے ’’عَدُوًّا مُّبِيْنًا‘‘ ہے، کھلا کھلا دشمن ہے۔ اگر تم میرے بندے بن کر اُن تمام احسن باتوں کو نہیں کہو گے اور کرو گے، اُن پر عمل نہیں کرو گے تو پھر رحمان خدا کی بندگی سے نکل کر شیطان کی گود میں گرو گے۔ اور شیطان تمہارے اندر جھوٹ بھی پیدا کرے گا، تکبر بھی پیدا کرے گا، بغاوت بھی پیدا کرے گا اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی طرف بھی مائل کرے گا، دلوں میں وسوسے بھی پیدا کرے گا، حسد کی آگ میں بھی جلائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ رات کو سوتے وقت جو آخری دو سورتیں سورۃ ’’اَلْفَلَق‘‘ اور ’’اَلنَّاس‘‘ ہیں یہ تین دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکا کرو تاکہ شیطانی خیالات اور وسوسوں اور برائیوں سے محفوظ رہو اور اس طرف تمہاری توجہ رہے۔

پڑھ کر یہ بھی خیال رہے کہ ہمیں ان سے محفوظ رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہو کہ ہمیں ان سے محفوظ رکھ۔

پس احسن بات اُس وقت ہو گی، نیکیوں میں بڑھنے اور شیطان سے بچنے کی حالت بھی اُس وقت ہو گی جب اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شاملِ حال ہو گی۔ اُس سے دعاؤں کے ساتھ ہدایت طلب کرتے ہوئے اُس کے احکام کی تلاش اور شیطان سے بچنے کی کوشش ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اُس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی رِیا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے‘‘۔ یعنی نماز پڑھنے والے کے دل میں خیالات پیدا کر کے۔ ’’ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں۔ وہ تو اس کا گویا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چُوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رِیا اور عُجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک ملامتی فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سَیّئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے‘‘۔ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو کہتے ہیں نیکیاں ظاہر نہ کرو اور اپنی برائیاں ظاہر کرو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ بڑے نیک ہیں۔ فرمایا کہ: ’’وہ اس طرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ ان کے دل میں بھی غیر ہے۔ اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 631-630۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بہر حال اس سے یہ بھی کوئی نہ سمجھ لے کہ انبیاء کو یہ مقام ملتا ہے اس کی کوشش کی ضرورت نہیں، اس کے علاوہ کسی کو نہیں مل سکتا۔ کئی مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی فرمایا ہے کہ تم اپنے معیار اونچے کرنے کی کوشش کرتے چلے جاؤ۔ بلکہ فرمایا کہ ولی بنو، ولی پرست نہ بنو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 139۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو پیش فرما کر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے، اس پر چلنے کی کوشش کرو۔

پس شیطان کے حملے سے بچنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسن قول ضروری ہے۔ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ پھر دعا بھی اللہ تعالیٰ نے سکھائی کہ قرآنِ کریم کی آخری دو سورتیں جو ہیں جس میں شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے بچنے کی دعا ہے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (حٰمٓ سجدہ:37) اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچی ہے، ایسی باتیں شیطان پہنچائے جو احسن قول کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی بہت زیادہ دعا کرو۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ یہ امید دلاتا ہے جو سننے والا اور جاننے والا ہے کہ اگر نیک نیتی سے دعائیں کی گئی ہیں تو یقیناً وہ سنتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی کھول کر بتا دوں کہ شیطان کے حسد کی آگ جس میں وہ خود بھی جلا اور آدم کی اطاعت سے انکاری ہوا اور باہر نکلا اور پھر انسانوں کو اس آگ میں جلانے کا عہد بھی اُس نے کیا، یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ یہ حسد کی آگ ہی ہے جو معاشرے کی بے سکونی کا باعث ہے۔ پس ہر احمدی کو اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر اس سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور بہت گڑگڑا کر دعا کرنی چاہئے۔ شیطان کا حملہ دو طرح کا ہے۔ ایک تو وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کو توڑنے اور تڑوانے کے لئے حملے کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کا جو انسان سے تعلق ہے اُسے تڑوانے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ احسن قول اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف بھی لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر انسان کی محبت دوسرے انسان سے بھی پیدا کرتا ہے۔ یعنی جیسا کہ میں نے پہلے کہا، حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن قول سے ہی ادا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ نعرہ جو ہم لگاتے ہیں، کہ ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہمارے غیر بھی اس نعرہ سے متاثر ہوتے ہیں اور اگر ہماری مجالس میں آئیں تو اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن ہم آپس میں اس کا اظہار نہ کر رہے ہوں تو یہ نعرہ بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور بار بار میں جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ’’رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ‘‘ (الفتح:30) ایک دوسرے سے بہت رحم کا اور رأفت کا سلوک کرو، پیار و محبت کا سلوک کرو۔ جو ایسے لوگ ہیں وہی صحیح مومن ہیں۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔ بڑھ بڑھ کر تقریریں کر کے ہم چاہے جتنا مرضی ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ یہ ہمارا نعرہ ہے ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ پھر یہ بھی ہم پیش کریں کہ جماعت کی اکائی کی ایک مثال ہے۔ یہ جتنی بھی ہماری کوششیں ہوں اس کا حقیقی اثر تبھی ہو گا جب ہم اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں یہ فضا پیدا کریں گے کہ ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا ہے، ایک دوسرے سے درگزر کا سلوک کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔ فرمایا وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا (النور:23) کہ معاف کرو اور درگزر سے کام لو۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا حکم ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہیں لیکن یہ دنیا ایسی ہے جہاں ہر قدم پر شیطان سے سامنا ہے۔ جو بہت سے موقعوں پر ہمارے قول و فعل میں تضاد پیدا کر کے ہمیں اُن باتوں سے دور لے جانا چاہتا ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن اور

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عبدِ رحمان کو حکم دیا ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان تو اپنا کام کرتا رہے گا، اُس نے آدم کی پیدائش سے ہی اللہ تعالیٰ سے یہ مہلت مانگی تھی کہ مجھے مہلت دے کہ جس کے متعلق تو مجھے کہتا ہے کہ میں اس کو سجدہ کروں اُسے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اکثر کو میں ایسے انداز سے بھٹکاؤں گا کہ یہ میرے پیچھے چلیں گے۔ عبدِ رحمان کم ہوں گے اور شیطان کے بندے زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ جو بھی تیری پیروی کرے گا اُسے میں جہنم میں ڈالوں گا۔

اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے مثالیں بھی دی ہیں، بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اُن کا صحیح استعمال برا نہیں ہے، لیکن ان کا غلط استعمال برائیوں کے پھیلانے، غلاظتوں کے پھیلانے، گناہوں کے پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی چیزیں نیکیوں کو پھیلانے کا بھی ذریعہ ہیں۔ ٹی وی ہے، معلوماتی اور علمی باتیں بھی بتاتا ہے لیکن بے حیائیاں بھی اس کی وجہ سے عام ہیں۔ اس زمانے میں ٹی وی کا سب سے بہتر استعمال تو ہم احمدی کر رہے ہیں یا جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ میں نے جلسوں کے دنوں میں بھی توجہ دلائی تھی اور اُس کا بعض لوگوں پر اثر بھی ہوا اور انہوں نے مجھے کہا کہ پہلے ہم ایم ٹی اے نہیں دیکھا کرتے تھے، اب آپ کے کہنے پر، توجہ دلانے پر ہم نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا ہے تو افسوس کرتے ہیں کہ پہلے کیوں نہ اس کو دیکھا، کیوں نہ ہم اس کے ساتھ جڑے۔ بعضوں نے یہ اظہار کیا کہ ہفتہ دس دن میں ہی ہمارے اندر روحانی اور علمی معیار میں اضافہ ہوا ہے۔ جماعت کے بارے میں ہمیں صحیح پتہ چلا ہے۔

پس پھر مَیں یاددہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی تو اس نے اس عقل کو استعمال کر کے اپنی آسانیوں کے سامان پیدا کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (الکھف: 8) یعنی زمین پر جو کچھ ہے اُسے یقیناً ہم نے زینت بنایا ہے تاکہ ہم اُنہیں آزمائیں کہ کون بہترین عمل کرتا ہے۔

پس یہاں زمین کی ہر چیز کو زینت قرار دے کر اُس کی اہمیت بھی بیان فرما دی۔ ہر نئی ایجاد جو ہم کرتے ہیں اُس کو بھی زینت بتا دیا، اُس کی اہمیت بیان فرمائی لیکن فرمایا کہ ہر چیز کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن اس کا فائدہ تبھی ہے جب احسن عمل کے ساتھ یہ وابستہ ہو۔ پس ہمیں نصیحت ہے کہ ان ایجادات سے فائدہ اُٹھاؤ لیکن احسن عمل مدّنظر رہے۔ یہ ایجادات ہیں، ان کی خوبصورتی تبھی ہے جب اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کیا جائے یا کام لیا جائے، نہ کہ فتنہ و فساد پیدا ہو۔ اگر احسن عمل نہیں تو یہ چیزیں ابتلا بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے میں نے مثالیں دیں۔ یہ ٹیلی ویژن ہی ہے جو فائدہ بھی دے رہا ہے اور ابتلا بھی بن رہا ہے۔ بہت سے گھر انٹرنیٹ اور چیٹنگ کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔ بچے خراب ہو رہے ہیں اس لئے کہ آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کی مہیا کی گئی چیزوں کا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ حقیقی عبد کے لئے حکم ہے کہ ہمیشہ احسن قول اور احسن عمل کو سامنے رکھو اور کام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ بہرحال قرآنِ شریف کے بے شمار حکم ہیں ہر حکم کی تفصیل یہاں بیان نہیں ہو سکتی۔ ایک بات ہے جس کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس بارے میں شروع میں بھی میں کچھ کہہ آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے جو احسن قول کے بارے میں ہمیشہ مدّنظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بہت پسند ہے، فرمایا کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰم سجدۃ:34) اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس یہ خوبصورت تعلیم اور بات ہے جو ایک حقیقی بندے سے جس کی توقع کی جاتی ہے، کی جانی چاہئے۔ جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی تھی اُس میں فرمایا تھا کہ یَقُوْلُ الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کہ ایسی بات کیا کرو جو سب سے اچھی ہو۔ اور سب سے اچھی وہ باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت میں فرمایا کہ یہ سب اچھی باتیں سمٹ کر اس ایک بات میں آ جاتی ہیں، اس آیت میں ان کا خلاصہ ہے اور یہی سب سے احسن قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ اب خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو خود بھی اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ وہ خود کس حد تک ان باتوں پر عمل کر رہا ہے جن کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں کیونکہ یہ گناہ ہے۔

پس جیسا کہ مَیں تفصیل سے ذکر کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہوگا۔ یہ ہے اعلیٰ ترین مثال اسلامی تعلیم کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ کہ اس سے بڑا قول اور احسن قول کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔ لیکن بلانے کے لئے اپنے عمل بھی وہ بناؤ جو عمل صالح ہیں۔ عمل صالح وہ عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہے، نیکیوں کو پھیلانے والا ہے، وقت کی ضرورت کے مطابق ہے اور اصلاح کا موجب ہے۔ یہاں عملِ صالح کی ایک مثال دیتا ہوں جس کا براہِ راست اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کے لئے واضح کرنے کے لئے ضروری بھی ہے۔

اب مثلاً پہلے مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ معاف کرنا اور درگزر سے کام لینا یہ ایک نیک کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ معاف کرنے کی عادت ڈالو لیکن ایک عادی چور کو معاف کرنا یا کسی عادی قاتل کو معاف کرنا احسن کام نہیں ہے، نہ عملِ صالح ہے۔ یہاں عملِ صالح یہ ہوگا کہ معاشرے کو نقصان سے بچانے کے لئے اور برائیوں سے روکنے کے لئے ایسے شخص کو سزا دی جائے جو بار بار یہ غلطیاں کرتا ہے اور جان بوجھ کر کرتا ہے۔ اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ لیکن دعوتِ الی اللہ کرنے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف دعوتِ الی اللہ کافی نہیں بلکہ اُس کا ہر عمل عملِ صالح ہونا چاہئے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف تو ایک انسان کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانا میرا فرض ہے لیکن دوسری طرف اپنے بیوی بچوں کا حق ادا نہ کر رہا ہو۔ یا عورت اپنے گھر کی نگرانی اور بچوں کی تربیت کی طرف توجہ نہ دے رہی ہو یا دوسرے اسلامی احکامات ہیں اس پر کوئی عمل نہ کر رہا ہو۔ عورت کا لباس جس کے حیا اور تقدس کا اسلام حکم دیتا ہو اُس کا تو خیال نہ ہو اور تبلیغ کے لئے سرگرمی ہو۔ جب ایسے شخص کی تبلیغ سے کوئی اسلام قبول کر کے پھر قرآنِ کریم کو پڑھے گا تو کہے گا کہ مجھے تو تم نے تبلیغ کی لیکن قرآن تو حیا اور پردے کا بھی حکم دیتا ہے۔ تم تو اس پر عمل نہیں کر رہے۔ اسی طرح اور بہت سی برائیاں ہیں۔ جھوٹ ہے، چغل خوری ہے اور بہت سے غلط کام ہیں۔ ان کی اس وجہ سے معافی نہیں ہو جائے گی کہ کوئی تبلیغ بہت اچھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسن قول کہنے والا عمل صالح کرنے والا بھی ہو اور اس بات کا اظہار کرنے والا ہو کہ میں فرمانبردار ہوں، کامل اطاعت کرنے والا ہوں اور تمام حکموں پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا نعرہ لگانے والا ہوں۔ اور یہی ایک حقیقی مسلمان کی نشانی ہے۔

پس اس حوالے سے میں آسٹریلیا کی جماعت کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو یاد رکھیں کہ دعوتِ الی اللہ، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے لیکن اس کے لئے، اس کے ساتھ اور اس کام کو کرنے کے لئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت
برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ ملک جس کی آبادی 23 ملین کے قریب ہے لیکن رقبے کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، بلکہ برّاعظم ہے لیکن بہرحال آبادی اتنی زیادہ نہیں ہے اور چند شہروں تک محدود ہے۔ بے شک بعض شہروں کا فاصلہ بھی بہت زیادہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے جلسہ پر بھی کہا تھا کہ لجنہ، خدام اور انصار اور جماعتی نظام کو تبلیغ کے کام کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ ہمارا کام پیغام پہنچانا ہے، نتائج پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر ہم اپنے کام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ نتائج بھی پیدا ہوں گے۔ کوئی ہمیں یہ نہ کہے کہ ہم تو جماعت احمدیہ کو جانتے نہیں۔ اتفاق سے میں نے عید والے دن یہاں سے جو ایم ٹی اے سٹوڈیو کا پروگرام آرہا تھا دیکھا، تو ہمارے نائب امیر صاحب جو ہیں، خالد سیف اللہ صاحب، یہ بتا رہے تھے کہ 1989ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے عید اور جمعہ یہاں پڑھایا اور مسجد بہت بڑی لگ رہی تھی اور زیادہ سے زیادہ اڑھائی سو کے قریب یہاں آدمی تھے، اور اب اُن کے خیال کے مطابق اڑھائی ہزار کے قریب ہیں۔ اُس وقت تو میرا بھی فوری ردّعمل یہی تھا کہ الحمدللہ۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تعداد بڑھائی۔ لیکن جب میں نے سوچا تو ساتھ ہی فکر بھی پیدا ہوئی کہ تقریباً چوبیس سال کے بعد یہ تعداد بھی زیادہ تر پاکستان اور فجی سے آنے والوں کی ہے۔ تبلیغ سے شاید دو چار احمدی ہوئے ہوں اور وہ بھی سنبھالے نہیں گئے۔ چوبیس سال میں یہاں کے لوکل، مقامی چوبیس احمدی بھی نہیں بنائے گئے۔ یعنی سال میں ایک احمدی بھی نہیں بنا۔ یہ تعداد جو بڑھی ہے، وہ یہاں کی تعداد میں اضافہ پاکستان اور فجی کی تعداد میں کمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آسٹریلیا کی جماعت کی کوشش سے نہیں ہوا۔ پس ہمیں حقائق سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں اور ان کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ یہ فکر کی بات ہے۔ کم از کم میرے لئے تو یہ بہت فکر کی بات ہے۔ اسی طرح لوکل لوگوں کے علاوہ یعنی جو لوگ شروع میں یہاں آ کر آباد ہوئے، جو اب اپنے آپ کو آسٹریلین کہتے ہیں، اُن کے علاوہ مقامی آبادی جو پہلے کی ہے، نیٹو (Native) ہیں، اُن کے علاوہ بھی یہاں عرب اور دوسری قومیں بھی آباد ہوئی ہیں۔ اُن میں بھی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ plan کر کے پھر تبلیغ کی مہم کرنی چاہئے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ آسٹریلین لوگوں میں سننے کا حوصلہ بھی ہے اور بات کرنا چاہتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں۔ اگر تعلقات بنا کر، رابطے کر کے ان تک پہنچا جائے تو کچھ نہ کچھ سعید فطرت لوگ ضرور ایسے نکلیں گے جو حقیقی دین کو قبول کرنے والے ہوں گے۔ ہر طبقے کے لوگوں تک اسلام کا امن اور محبت اور بھائی چارے کا پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ میلبرن میں جو بعض لوگ مجھے ملے، وہ احمدیوں کو تو جانتے ہیں جن کی دوستیاں ہیں لیکن اکثر اُن میں سے ایسے تھے جن کو اسلام کے حقیقی پیغام کا پتہ نہیں تھا۔ وہ احمدیوں کو ایک تنظیم سمجھتے ہیں، اچھے اخلاق والے سمجھتے ہیں، لیکن اسلام کا بنیادی پیغام اُن تک نہیں پہنچا ہوا۔ پس اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک مخلص دوست کو جلسہ پر انعام دیا گیا کہ باوجود معذوری کے انہوں نے اسلام کا امن کے پیغام کا جو فلائر تھا وہ بیس ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اب آپ کہتے ہیں کہ پورے ملک میں آپ چار ہزار کے قریب ہیں، ویسے میرا خیال ہے اس سے زیادہ ہیں۔ اگر اس سے نصف لوگ یعنی دو ہزار لوگ پانچ ہزار کی تعداد میں بھی فلائر تقسیم کرتے تو دس ملین تقسیم ہو سکتا تھا۔ گویا آسٹریلیا کی آدھی آبادی جو ہے اُس تک اسلام کا امن کا پیغام پہنچ سکتا تھا اور اسلام کی جو صحیح تصویر ہے ایک سال میں پھیلائی جا سکتی تھی۔ پھر تبلیغ کے لئے اگلا پمفلٹ تیار ہوتا، بلکہ اس کا چوتھا حصہ بھی اگر ہم تقسیم کرتے، بلکہ دسواں حصہ بھی تقسیم کرتے تو میڈیا کو توجہ پیدا ہو جاتی ہے، پھر اخبارات ہی اس پیغام کو اٹھا لیتے ہیں۔ اور کئی ملکوں میں اس طرح ہوا ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں بھی اس طرح ہوا ہے۔ اور باقی کام ان کے ذریعہ سے ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے میڈیا سے تعلقات بیشک اچھے ہیں، اور توجہ تو ہے لیکن اس کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔ یہاں بہت سے بڑی عمر کے لوگ بھی جو آئے ہوئے ہیں اور مختلف ملکوں میں بھی آئے ہوئے ہیں اُن کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں اور یہاں بھی یہی کہوں گا کہ ان کے پاس کام بھی کوئی نہیں ہے، گھر میں فارغ بیٹھے ہیں، اپنا وقت وقف کریں اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کریں۔ جماعت کا لٹریچر ہے، لے جائیں، تقسیم کریں، تبلیغ کریں۔ یہ اعداد و شمار جو میں نے دیئے ہیں یہ صرف احساس دلانے کے لئے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ آسٹریلیا کے چھپائی وغیرہ کے جو اخراجات ہیں شاید جماعت آسٹریلیا اس وقت اُن کی متحمل نہ ہو سکے۔ پانچ دس سینٹ (Cent) میں بھی اگر ایک لٹریچر چھپتا ہے، اگر Bulk میں چھپوائیں تو اتنی تعداد پر اتنی ہی Cost آتی ہے، تو دس ملین کے لئے کم از کم پانچ لاکھ ڈالر چاہئے ہوں گے۔ لیکن بہرحال اگر لاکھوں میں بھی شائع کئے جائیں تو بہت کام ہو سکتا ہے اور یہ کئے جا سکتے ہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ باقی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پریس جو ہے، اُس سے رابطے ہوں تو وہی کام کرتا ہے۔ بلڈ ڈونیشن وغیرہ کا منصوبہ ہے، مَیں نے سنا ہے یہ بھی آپ کرتے ہیں لیکن اس کو اسلام کے نام سے منسوب کریں، تو اسلام کی امن کی تعلیم بھی دنیا پر واضح ہو۔ انشاء اللہ پھر توجہ پیدا ہوگی اور پھر مزید راستے کھلیں گے۔ اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اس کام کے لئے سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے عمل صالح ہوں۔ نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ پر ایمان بھی کامل ہو۔ دعاؤں کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل فرمائے جو عمل صالح کرنے والے بھی ہیں اور نیکیوں اور فرمانبرداریوں میں بڑھنے والے بھی ہیں اور اُس کی رضا کے مطابق ہم کام کرنے والے بھی ہوں اور ان کے نیک نتائج بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے، اللہ کرے ہماری تعداد میں اضافہ یہاں کے مقامی لوگوں سے بھی ہو۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کا ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 14/اکتوبر کی رات کو تقریباً بارہ بجے ربوہ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پرسوں عید والے ان کی تدفین ہوئی تھی۔ آپ قادیان میں 21/دسمبر 1936ء کو پیدا ہوئی تھیں اور قادیان میں دارالمسیح میں ان کی پیدائش ہوئی۔ حضرت اماں جانؓ اور خلیفہ ثانیؓ نے اُس وقت ان کے لئے بڑی دعائیں کیں۔ آپ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی بیٹی تھیں، حضرت مصلح موعودؓ کی اس اہلیہ سے یہی ایک اولاد تھی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ماموں بھی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس بیٹی کے لئے کچھ نظمیں بھی لکھی تھیں جو کلامِ محمود میں اطفال الاحمدیہ کے ترانے کے نام سے شائع ہیں۔ اس کا ایک شعر یہ ہے کہ

میری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اک خدا ہے

بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں، خاص طور پر لڑکیوں میں، ساروں میں مَیں نے یہ دیکھا ہے کہ اُن کا اللہ تعالیٰ سے بڑا قریبی تعلق تھا اور نمازوں میں باقاعدگی اور نہ صرف باقاعدگی بلکہ بڑے الحاح سے اور توجہ سے نماز پڑھنے والے، ساری لمبی نمازیں پڑھنے والی ہیں۔ مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر کیونکہ مبلغ بھی رہے ہیں، واقفِ زندگی ہیں، سپین میں بھی مبلغ رہے اور امریکہ میں بھی آپ کو ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور مبلغ کی بیوی ہونے کا جو حق ہوتا ہے وہ انہوں نے ادا کیا۔ سپین میں مسجد بشارت جب بنی ہے اُس وقت یہ لوگ وہیں تھے۔ اور تیاری کے کام اور کھانے پکانے کے کاموں میں اُس وقت انہوں نے بڑا کام کیا، باقاعدہ انتظام نہیں تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی ذکر کیا کہ انہوں نے بتایا کہ جس رات، رات کو تین بجے کام سے فارغ ہو کر سوتے تھے اُس وقت بڑا خوش ہوتے تھے کہ آج اللہ تعالیٰ نے کچھ سونے کا موقع دیا۔ (ماخوذ از خطبات طاہر جلد اول صفحہ 139۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ستمبر 1982ء۔ مطبوعہ ربوہ)

بڑی لمبی دیر راتوں تک انہوں نے کام کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ تقریب جو مسجد بشارت میں تھی بڑی کامیاب بھی ہوئی۔ مہمانوں کا اور خلیفۃ المسیح الرابع کا کھانا بھی یہ خود اپنے ساتھ اپنی نگرانی میں پکواتی تھیں، کیونکہ باقاعدہ لنگر کا انتظام نہیں تھا۔ امریکہ میں کیلیفورنیا میں لمبا عرصہ رہیں، وہاں بھی اُس وقت جماعت کے حالات ایسے تھے کہ واشنگ مشین وغیرہ ایسی چیزیں کوئی نہیں تھیں تو کپڑے وغیرہ دھونے، باقی گھر کے کام کرنے، اگر کوئی مددگار مدد کے لئے offer کرتا تھا تو نہیں مانتی تھیں۔ گھر کے کام خود کرنے کی عادت تھی۔ لجنہ مرکزیہ پاکستان میں بھی یہ مختلف عہدوں پر سیکرٹری کے طور پر خدمات بجالاتی رہی ہیں۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ اور میری خالہ تھیں لیکن خلافت کے بعد جو ہمیشہ تعلق تھا، احترام اور محبت اور پیار اور عزت کا بہت بڑھ گیا تھا۔ بلکہ شروع میں جب پہلی دفعہ لندن آئی ہیں تو کسی کو کہا کہ میں تو اب کھل کے بات نہیں کر سکتی۔ اب بھی، پچھلے سال بھی جلسے پر آئی ہوئی تھیں، کافی بیمار تھیں لیکن پھر بھی جلسے پر لندن آئیں اور اُن سے ملاقات ہوئی۔ ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا خاوند مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر اور بیٹوں میں دو بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ ڈاکٹر غلام احمد فرّخ صاحب جنہوں نے امریکہ سے کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی کی تھی اور آجکل ربوہ میں صدر انجمن کے دفاتر میں کام کر رہے ہیں۔ اور دوسرے واقفِ زندگی بیٹے محمد احمد صاحب امریکہ میں تھے اپنی ملازمت چھوڑ کے پھر لندن آ گئے اور وہاں میرے ساتھ ہیں۔ یہاں آئے ہوئے تھے اپنی والدہ کی وفات کی وجہ سے چند دن پہلے ربوہ گئے ہیں اور دونوں بھائی بڑی وفا سے خدمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی توفیق دے۔ اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی ایک بیٹی ہیں جو ہالینڈ میں رہتی ہیں اور ایک بیٹے ڈاکٹر ہیں وہ دبئی میں اور ایک امریکہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جماعت سے اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مکرم میر محمود احمد صاحب بھی اب اپنے آپ کو کافی اکیلا محسوس کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی اپنے فضل سے سکون کی کیفیت عطا فرمائے اور جو کمی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے پوری فرما سکتا ہے۔ ایک لمبا ساتھ ہو تو بہرحال احساس تو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا نمازوں کے بعد ان کا غائب جنازہ ادا ہوگا۔

بقیہ رپورٹ: دورۂ آسٹریلیا از صفحہ 20

ع ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے

یعنی ہر نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ اس پر فوراً ہی آپ کو اگلا مصرع الہام ہوا کہ

ع اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انسانی زندگی کا ایک بہت اہم حصہ اور موڑ وہ ہے جب وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کا ایک اہم کردار ہے۔ یعنی شادی کا بندھن۔ شادی کا بندھن بھی ایک اہم موقع ہے۔ چاہے وہ دنیادار کی شادی ہے، کسی بھی مذہب رکھنے والے کی شادی ہو یا لامذہب کی شادی ہو، یا خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی شادی ہو ہر ایک کے لئے یہ موقع ایک اہم موقع ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے کی شادی کی اہمیت جو ہے، وہ تو دنیاداروں سے بہت مختلف ہے کیونکہ دنیادار تو شادی کے لئے دنیاوی باتوں کو مدّنظر رکھتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آجکل کے اس مغربی اثر کے معاشرے میں یا نام نہاد آزاد معاشرے میں (گو کہ آسٹریلیا مغرب میں نہیں مگر پھر بھی مغرب کا اثر ہے۔ اُنہی قوموں میں سے یہ لوگ آئے ہوئے ہیں اور ایک آزاد معاشرہ ہے) آزادی کے نام پر عجیب عجیب قوانین بنا لئے گئے ہیں۔ شادی سے پہلے ہی ایک میل جول ہوتا ہے جو آزادی کے نام پر بے حیائی تک پہنچ جاتا ہے جبکہ اسلام اس چیز سے منع فرماتا ہے۔ کسی قسم کی دوستیاں، کسی قسم کے تعلقات اور یہ جو یہاں رسم ہے اس کا اثر بعض دفعہ ہماری بچیوں اور لڑکیوں پر بھی ہوتا ہے کہ understanding نہیں ہو رہی۔ یہ ساری غلط چیزیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو فرمایا کہ تم لوگ جو نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتے ہو تو نہ تم دولت دیکھو، نہ تم لڑکی کا خاندان دیکھو، نہ تم اُس کی شکل اور خوبصورتی دیکھو۔ ہاں اگر دیکھنا ہے تو دینداری دیکھو کہ لڑکی یا عورت دیندار ہے کہ نہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہم موقعوں کے لئے جن آیات کا انتخاب فرمایا اُس میں نکاح جیسا کہ میں نے کہا انسانی زندگی کا ایک بہت اہم موقع ہوتا ہے۔ اس کے بندھن کے اعلان میں بھی یہ آیات مسنون ہیں جن میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ گویا انسانی زندگی میں مرد اور عورت کا بندھن دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں بلکہ نیک نسل چلانے کے لئے، نیک خاندانوں کے قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا والے تو دنیاوی باتوں کی خواہش کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو دولت نہیں دیکھتے، خاندان نہیں دیکھتے بلکہ خوبصورتی دیکھتے ہیں۔ بعض خوبصورتی نہیں دیکھتے لیکن بعض اور باتیں اُن کے مدّنظر ہوتی ہیں۔ لیکن دین بہرحال اکثریت کے مدّنظر نہیں ہوتا۔ لیکن ایک دیندار کے لئے حکم ہے کہ تم دین مدّنظر رکھو۔ بےشک ہم کفو ہونے کا بھی ذکر ہے جس میں بہت سارے پہلو دیکھے جاتے ہیں لیکن ہم کفو میں بھی تقویٰ اور دین پہلی شرط ہونی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس لڑکیوں کو بھی اور لڑکوں کو بھی اپنے دینی پہلو کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جو تعلیم دی ہے اور بے تحاشا احکامات دیئے ہیں وہ ہم سے کیا مطالبہ کرتے ہیں؟ ہم سے اللہ تعالیٰ کس طرح اُن احکامات پر عمل کروانا چاہتا ہے؟ یہ چیز دین ہے۔ اور اگر اس پر قائم ہوں گے تو رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر دیرپا ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف رشتے دیرپا ہوتے ہیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر قائم ہونے والی ہوتی ہیں۔ ہر جگہ دنیا میں بھی اور یہاں جماعت میں بھی جو رشتوں میں دراڑیں پڑنے کی تعداد بڑھ رہی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو مذہب سے دور ہٹے ہوئے لوگوں کی نقل کرتے ہیں۔ آزادی کے نام پر سمجھتے ہیں کہ لوگ بہت آزاد ہیں اور جو چاہے کریں۔ یہ آزادی ان کا حق ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بعض حدود رکھی ہیں۔ قرآنِ کریم ایک ایسی مکمل کتاب ہے اور ایسا ضابطۂ حیات ہے جس میں ہر پہلو کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان فرمایا ہے اور اگر اُس پر عمل کیا جائے تو ایک انسانی زندگی گھر کے معاشرے سے لے کر بین الاقوامی سطح تک ایسی امن پسند اور محبت اور پیار سے بھری ہوئی زندگی ہے کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہرحال تقویٰ سے دور ہٹنے کی وجہ سے دوسروں کی نقل بھی شروع ہوئی ہے۔ اگر تقویٰ دل میں ہو تو کبھی یہ دل میں خیال نہ پیدا ہو کہ ان لوگوں کی جو آزادی ہے یہ بہت اعلیٰ چیز ہے اور اس کو ہمیں اپنانا چاہئے۔ لیکن آزادی کی حدود ہیں۔ بے محابہ آزادی کو اسلام نے پسند نہیں کیا۔ پس اگر مسلمان رہنا ہے، اگر احمدی مسلمان رہنا ہے تو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کہاں ہماری آزادی کی حدود ختم ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے لڑکے اور لڑکیاں تقویٰ کو معیار بنا لیں، نیکی اور تقویٰ کی شادی کو معیار بنا لیں تو نہ صرف یہ کہ ذاتی اختلافات ختم ہو جائیں گے، ذاتی طور پر خاندانوں میں بھی اور اپنی ذات میں بھی ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا، بلکہ جماعتی انقلاب بھی پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بےشمار احکامات میں یہی فرمایا ہے کہ اس دنیا کی خواہشات کو اپنی ترجیح نہ سمجھو بلکہ اُس دنیا کی فکر کرو۔ اس آیت میں بھی یہی ذکر ہے کہ اپنے کل کو دیکھو جو ہمیشہ کی دنیا ہے جس سے تمہاری عاقبت بھی سنورے گی اور تمہاری نسل کی عاقبت بھی سنورے گی۔ اس بات پر غور کرو کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کہ ہر جان یہ دیکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے؟ اب اس کل کے بھی دو مطلب لئے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس شادی کے بندھن میں، جو آیت تلاوت کی گئی ہے، اس کی اہمیت اس لئے ہے کہ تم یہ دیکھو کہ اس بندھن کو احسن رنگ میں قائم کر کے اور اپنے آپ کو تقویٰ کی راہوں پر چلاتے ہوئے تم سے جو نسل پیدا ہونی ہے، اُس کی تربیت کس حد تک اچھی کر رہے ہو؟ یہ دیکھو کہ تم دنیا کے وارث تو نہیں بنا رہے؟ تمہارا مقصد تو دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ پس ایسی نسل پیدا کرو جو دین کی وارث بننے والی ہو۔ ایسی نسل پیدا کرو جو ماں باپ کے لئے دعائیں کرنے والی ہو۔ اُن کے مرنے کے بعد بھی اُن کے لئے دعائیں کرنے والی ہو۔ ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کرنے والی ہو۔ ایسی مائیں بنو جو جن کے پاؤں کے نیچے جنت ہوتی ہے، جن کے بچے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے والے ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ اپنے عمل بھی اس طرح رکھو کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی بہترین جزا دے۔ قرآن کے احکامات کو سامنے رکھو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں جو پہلی آیت تلاوت کی گئی ہے اس ایک آیت میں ہی دو مرتبہ تقویٰ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر تقویٰ ہو تو کبھی مسائل اتنے نہ بڑھیں جتنے اب بڑھ رہے ہیں۔ لڑکے بھی ماحول کے بد اثر سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ جب نیک لڑکی کی تلاش میں ہوں گے تو پھر لڑکوں کو خود بھی نیکی کی طرف مائل ہونا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑکے تو آوارہ گردی میں مبتلا ہوں اور نیک لڑکیوں کی تلاش ہو۔ خود بھی جب نیک لڑکی کی تلاش ہوگی تو تقویٰ پر چلنا ہوگا۔ لڑکیاں بھی جب یہ دیکھیں گی کہ ہمارے رشتوں کی بنیاد نیکیوں پر ہے تو پھر وہ اپنی دنیاوی خواہشات کی بجائے اپنے غیرضروری فیشنوں کے بجائے وہ نیکیوں پر قائم ہوں گی۔ ایک حد تک فیشن بھی جائز ہے، لباس کی خوبصورتی بھی جائز ہے، سنگھار بھی جائز ہے۔ لیکن جب یہ حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پھر یہ تقویٰ سے دور ہٹا کے لے جاتا ہے۔ تو یہ دوطرفہ عمل ہے۔ لڑکیوں کو بھی نیکیوں کی طرف قدم مارنے ہوں گے اور لڑکوں کو بھی۔ اور ان کے ماں باپ کو بھی اس طرف توجہ دینی ہوگی کہ ہمارے بچے ایسے نیک ماحول میں پلیں بڑھیں جہاں تقویٰ سب سے مقدم ہو۔ صرف عہدوں، اجلاسوں اور جلسوں پر یہ عہد دہرا دینا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، کافی نہیں ہوگا بلکہ اپنی عملی زندگی اس طرح بنانی ہوگی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ پر یقین بھی ہو اور اُس کے احکامات پر نظر نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ پر یقین ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے تو پھر کل پر نظر رکھنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کل پر نظر رکھو، ورنہ تمہارے عمل بے فائدہ ہیں۔ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی خاطر کئے گئے نیک اعمال ہی بچائیں گے۔ ایسے نیک اعمال جو خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کئے گئے ہوں۔ پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے یا صرف دنیا کے دکھاوے کے لئے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کچھ عرصہ ہوا، میں نے خطبہ میں ایک لمبی حدیث سنائی تھی۔ اُس میں ہر عمل، کہیں فرشتوں نے روک دیا کہ اللہ کی رضا کی خاطر نہیں تھا اور کہیں خدا تعالیٰ نے روک دیا۔ پس ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بنانے کے لئے کوشش کرنی ہوگی اور پھر یہ دعا کرنی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں بچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانوں کو تو تم دھوکہ دے سکتے ہو۔ جھگڑوں کی صورت میں اپنے حق میں فیصلے کروا سکتے ہو۔ لڑکی بھی اپنے ناجائز حقوق چرب زبانی کے ذریعہ سے لے سکتی ہے۔ لڑکے بھی اپنے ناجائز حقوق چرب زبانی کے ذریعہ سے لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر تقویٰ ہو تو الا ماشاء اللہ اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ کبھی یہ نہیں ہوگا کہ ناجائز طور پر حقوق لینے کی کوشش ہو۔ ہاں کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہو تو ہو۔ ناجائز نہیں ہو سکتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اِس زمانے کے امام کو مانا ہے، اُس شخص کو مانا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمانے کا مامور کر کے بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبی کا درجہ دے کر اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ بندے اور خدا میں جو دوری واقع ہو گئی ہے اُسے ختم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ تقویٰ کے راستوں کی نشاندہی کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر ہم نے اپنی ذمہ داری نہ سمجھی اور دنیا کو اور اس کی جاہ و حشمت کو اور اس کی چکا چوند کو سب کچھ سمجھ لیا تو پھر احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ احمدی ہوئے، احمدیت پر عمل بھی نہ کیا، مخالفین سے ماریں بھی کھائیں، گالیاں بھی سنیں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی نیکیوں سے ہٹے ہوؤں میں شمار ہوئے۔ کیا فائدہ ہے اس کا؟ آپ میں سے بہت ساری ایسی ہیں جو پاکستان سے اس وجہ سے ہجرت کر کے آئی ہیں کہ وہاں حالات اجازت نہیں دیتے، وہاں آج حالات احمدیوں کے حق میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ یہاں اس ملک میں آکر یہاں کی حکومتیں آپ کو رہنے کی اجازت دیتی ہیں۔ اس فضل کا شکرانہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے تقویٰ میں قدم آگے بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، نہ کہ دنیا کی جاہ و حشمت سے متاثر ہو کر اس میں ڈوب جائیں۔ کل بھی میں نے بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ کس درد سے ہم میں پاک انقلاب پیدا کرنے کے لئے آپ نے ہمیں نصائح فرمائی ہیں؟ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ **"ہماری جماعت کے لوگ میرے مرید ہو کر مجھے بدنام نہ کریں۔"**

پس دیکھیں کیسا درد ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لینے ہوں گے۔ یہ باتیں جو میں آپ عورتوں کے سامنے کر رہا ہوں یہ مردوں کے لئے بھی ہیں۔ وہ بھی سن رہے ہیں بلکہ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے ساری دنیا میں جو بھی سننے کی خواہش رکھتا ہے، وہ سنتا ہے۔ بعض مرد یہ سمجھتے ہیں کہ شاید عورتوں میں ذکر ہو رہا ہے تو ہم بہت نیک ہیں اور ہماری بیویاں ہی خراب ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا تکبر ہے۔ کیونکہ تکبر بھی تقویٰ سے دوری پیدا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن میں بھی تقویٰ نہیں ہے۔ ہر ایک کو عاجزی اپنانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض عورتیں مردوں پر الزام لگا دیتی ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ دونوں طرف تقویٰ ہوگا تو کبھی یہ الزام تراشیاں نہیں ہوں گی اور گھریلو زندگیاں پیار اور محبت سے گزرنے والی ہوں گی۔ اور یہی ایک خوبصورت گھرانے کی ایک اچھی نشانی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں بعض دفعہ دو تین بچے بھی ہو جاتے ہیں پھر بھی اختلافات بڑھ جاتے ہیں اور طلاقوں تک نوبت آجاتی ہے یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے عورتیں خلع لے لیتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ناجائز خلع لیتی ہیں۔ بعض مردوں کے ظلم ایسے ہیں کہ جائز ہوتا ہے لیکن بچوں کی خاطر قربانیاں عورتوں کو بھی دینی چاہئیں اور مردوں کو بھی دینی چاہئیں۔ معمولی اختلافات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح نوجوان جوڑے ہیں وہ ابتداء میں ہی بعض دفعہ کہ ہماری understanding نہیں ہوئی رشتے ختم کر دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ کار ہے جو یہاں کے ماحول میں مذہب کی دوری کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ایک احمدی کو، ایک احمدی مسلمان کو جو اپنے آپ کو اس زمانے میں سب سے زیادہ دین سے قریب سمجھتا ہے اُس میں یہ باتیں پیدا نہیں ہونی چاہئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب یہ رشتہ کی ایک مثال میں نے دی ہے۔ تقویٰ صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ قرآنِ کریم میں جیسا کہ میں نے کہا تھا بےشمار احکامات ہیں اور ہر قدم اور زندگی کے ہر پہلو پر احکامات ہیں۔ وہ سب ہمارے مدّنظر ہونے چاہئیں۔ قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنا ہی تقویٰ پر چلنے کے قابل بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں کہ جسے کم سمجھا جائے۔ جو احکام قرآنِ کریم میں بیان ہو گئے اُن پر عمل کرنا اور اُن کو بجا لانا ایک مؤمن اور ایک مؤمنہ پر فرض ہے۔ مثلاً نماز کا ایک حکم ہے، عبادت کا حکم ہے۔ تو یہ جس طرح فرض کیا گیا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس میں کسی قسم کی سستی نہیں ہونی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عورت گھر کی نگران ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔ اگر خود عبادت اور نمازوں کی پابندی ہو گی، خود قرآنِ کریم کی تلاوت کی پابندی ہوگی، خود دین سیکھنے کی طرف توجہ کی پابندی ہوگی تو بچے بھی اس طرف توجہ دیں گے۔ بعض دفعہ بعض عورتیں شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ اگر نہیں دیتے تو اُن کو توجہ دلائیں۔ یہ بھی آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ کچھ نہ کچھ، کسی نہ کسی ذریعہ سے موقع دیکھ کے اُن کو توجہ دلائیں کہ دیکھو تمہارا عمل صرف تمہارے تک محدود نہیں، بلکہ تم اگلی نسلوں کو بھی بگاڑ رہے ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہر موقع پر عورت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ اُس نے نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ اپنی نسل کے لئے بھی قربانی دے کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے، اپنی عبادتوں کے معیار حاصل کرنے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر عورتوں کے احکامات میں سے ایک حکم پردے کا ہے۔ یہ کوئی چودہ سو سال پہلے کا حکم نہیں ہے بلکہ قرآنِ کریم کا حکم ہے جو ایک زندہ کتاب ہے۔ اور آج بھی اسی طرح یہ جاری حکم ہے جس طرح چودہ سو سال پہلے جاری تھا۔ پردے کا مقصد حیاء اور عورت اور مرد کا بے جا ملنا جلنے سے روکنا، بدخیالات سے دوری اور تقویٰ پر چلنا ہے۔ پس ہر عورت کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اُس کا حیاء کا معیار وہ ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ کیا بلاوجہ نامحرموں سے ملنا جلنا تو نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر بدخیالات ہیں۔ نوجوانوں کے بدخیالات میں خاص طور پر آجکل کی فلمیں بہت کردار ادا کر رہی ہیں۔ گو کہ بعض بڑوں کے بارے میں بھی شکایتیں آتی ہیں، خاص طور پر مردوں کے بارے میں۔ اور گھر اسی لئے ٹوٹ رہے ہوتے ہیں کہ انٹرنیٹ پر یا ٹی وی پر بیٹھ کر بیہودہ اور لغو فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے بھی آزادی کے نام پر یہاں بے حیائی عام ہے۔ ایسی فلموں سے کبھی پاک خیالات نہیں ہو سکتے۔ یہ فلمیں بنانے والوں کو یا ٹیلیویژن وغیرہ پر چلانے والوں، اللہ نہ کرے کبھی ایم۔ٹی۔اے پر ہو، خود بھی یہ خیال ہے کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔ اسی لئے ڈراؤنی فلموں کے علاوہ ایسی گندی فلموں کے بارے میں یہ لکھا ہوا بھی آتا ہے کہ بچوں کے سامنے نہ دیکھی جائیں۔ یا بعض سائٹس ہیں اُن پر لکھا ہوا آتا ہے کہ اُن کو بچوں کے لئے لاک کر دو۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے نقصانات کا اندازہ ان کو بھی ہے لیکن ایک ظاہری آزادی کے نام پر بے حیائی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ پھر جس معاشرے میں یہ گند دکھانے کی حالت ہو وہاں تقویٰ کہاں رہ سکتا ہے۔ اس لئے اس معاشرے میں رہ کر ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی مرد کو اور ایک احمدی جوان کو بہت پھونک پھونک کر قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر لباس کے فیشن ہیں۔ ہر احمدی عورت اور لڑکی کو یاد رکھنا چاہئے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ایک حد تک جائز فیشن کریں لیکن بعض ٹائٹ جینز اور بلاؤز پہنتی ہیں یا ٹی شرٹ پہن لیں گی اُن کے ساتھ تو عورت کے تقدس کو پامال کر رہی

تصحیح

خاکسار کے مضمون ''**آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ اور آپ کی جلیل القدر خدمات کا تذکرہ**'' مطبوعہ 11/اکتوبر تا 17/اکتوبر 2013ء صفحہ 8,15 میں حضرت حسن موسیٰ خان صاحب کی تاریخ وفات 8 جون 1939ء لکھی ہے۔ مکرم ملک عمران احمد صاحب آف سڈنی آسٹریلیا نے آپؓ کے مدفون فیہ قبرستان Karrakatta Cemetery کے ریکارڈ کے مطابق تصحیح کرائی ہے کہ اُن کی وفات 18/اگست 1945ء کو بعمر 82 سال ہوئی، لہٰذا اس کی درستگی کر لی جائے۔ خاکسار مکرم ملک عمران احمد صاحب کا ممنون ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا)

ہوتی ہیں۔ ایسا لباس تو گھروں میں مردوں کے سامنے بھی جن سے پردہ جائز نہیں، یا جن سے پردہ نہیں، اُن کے سامنے بھی نہیں پہننا چاہئے کجا یہ کہ غیر مردوں کے سامنے ایسا لباس پہن کے آیا جائے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ لباس اور ماحول خیالات پر بداثر ڈالتے ہیں اور اچھا اثر بھی ڈالتے ہیں۔ جینز پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کبھی میں نے نہیں روکا، لیکن اس کے ساتھ کم از کم گھٹنوں تک لمبی قمیض ہونی چاہئے۔ مجھے کچھ عرصہ پہلے یہاں سے کسی نے لکھا تھا کہ آپ یہاں آرہے ہیں تو آپ کے سامنے بعض ایسی عورتیں بھی آئیں گی جنہوں نے باہر نکلتے ہوئے کبھی سر پر ڈوپٹہ بھی نہیں رکھا لیکن اب انہوں نے پہننے کیلئے بڑے نقاب اور برقعے سلوا لئے ہیں۔ تو اگر صرف اس لئے ہے کہ مجھے دکھانا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری تمہارے پر نظر ہے۔ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون۔ جو تم عمل کرتے ہو اُس سے مجھے خبر ہے۔ دلوں کو میں جانتا ہوں۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ اس وجہ سے ہمارا شرم اور حجاب جو ہے وہ ذرا ختم ہو جائے اور ہم برقع پہن کے ایک دفعہ جائیں گے، دو دفعہ جائیں گے، تین دن جائیں گے، دس دن جائیں گے سامنے، تو ہمیں عادت پڑ جائے گی اور ہماری زندگی کا مستقل حصہ بن جائے گا تو پھر یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ آپ کا ہر عمل خدا تعالیٰ کے لئے ہونا چاہئے، کسی بندے کے لئے نہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ایک احمدی لڑکی اور عورت تقویٰ پر چلنا چاہتی ہے تو اپنے لباس کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس کو حیاء دار بننا ہوگا۔ ورنہ کوئی بعید نہیں کہ ماحول کا اثر اسے بھی گندگیوں میں کھینچ کے لے جائے۔ اس وقت، وقت نہیں کہ میں قرآنِ کریم کے تمام احکامات یا اُن کے کچھ حصوں کو بھی کھول کر بیان کر سکوں۔ بہر حال ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے اور ترقی کے لئے قرآنی احکامات کی تلاش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرے اور اس کے لئے ایک جدوجہد اور کوشش ہو۔ آج جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں، عورت اور مرد، بچے اور جوان اور بوڑھے ہی ہیں جو دنیا کی اصلاح اور رہنمائی کر سکتے ہیں۔ آج احمدی ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میں نے یہ چند مثالیں دی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اکثریت ایسی ہے جو نعوذ باللہ دین سے دور ہٹی ہوئی ہے۔ اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن ہمارے اندر معمولی تعداد بھی ایسی ہو جو دین پر نہ چلنے والی ہو تو باقیوں کو بگاڑ سکتی ہے۔ اور پھر فکر اُس وقت بڑھتی ہے جب یہ تعداد آہستہ آہستہ بڑھ بھی رہی ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں تک دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ہر اُس احمدی کا فرض ہے جو تقویٰ پر قدم مارنے والا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی راہیں تلاش کرنے والا ہے کہ اُن تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرے، اُن کو پڑھے اور اُن کو تلاش کرے جو قرآنِ کریم میں بیان کی گئیں اور جن کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے بیان فرمائی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہو جاتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا ولی بنانا ہے تو تقویٰ پر چلنا ہوگا، دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہوگا۔ جماعت احمدیہ میں جیسا کہ میں نے کہا بڑے لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھاتا ہے کہ اُن کی دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور اُن کی ضرورتیں بھی پوری فرماتا ہے، اُن پر فضل بھی فرماتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی مرد اور عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنا قرار دیا ہے تو ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بلا استثنا ہر مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑے اور اپنے بچوں کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کی کوشش کرے۔ جس معاشرے میں رہ رہی ہیں، اس معاشرے کو بھی ہم نے بدلنا ہے۔ اس میں بھی انقلاب لانا ہے۔ صرف پاکستانی احمدیوں کی یا چند فجیین احمدیوں کی جماعت، جماعت احمدیہ نہیں ہے، بلکہ ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ ہم نے اس ملک کو تبلیغ کر کے احمدیت اور حقیقی اسلام میں لانا ہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی۔ نہ کہ ان کی جو تعلیم ہے اور ان کی جو روایات ہیں اُن میں بہہ جائیں۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہم نہ بنائیں۔ تقویٰ پر قدم مارنے والا نہ بنائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ نے ترقی کرنی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اگر ہم نے اس الٰہی تقدیر کا حصہ بننا ہے تو پھر ہر احمدی عورت کو چاہئے اور ہر مرد کو چاہئے، ہر جوان اور ہر بوڑھے کو چاہئے کہ اپنے حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے کے مطابق قومیں تیار ہو رہی ہیں جو جلد اس سلسلہ میں آملیں گی اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی بن جائیں گی۔ آپ میں سے اکثریت جو پرانے احمدیوں کی ہے، بلکہ اکثریت کے باپ دادا احمدی ہوئے تھے اگر آپ نے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہ ڈھالا تو دوسرے آ کر آگے نکل جائیں گے۔ پس بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو بڑھانے کے لئے اپنے طور پر بھی لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ میں چند مثالیں آپ کو پیش کر دیتا ہوں جس سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ رہنمائی فرما کر عورتوں اور لڑکیوں کو جماعت احمدیہ میں شامل فرما رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اُن پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس یہ جماعت احمدیہ کوئی معمولی جماعت نہیں، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس نے بڑھنا ہے اور اس کا بڑھنا اُسی وقت صحیح ہوگا جب اس کا ہر فرد نیکیوں میں آگے بڑھنے والا ہو۔ آج ہر اُس شخص کی جس کی فطرت نیک ہے اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے۔ چند مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھنے کے لئے نکالی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تیونس کی ایک راضیہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے ایک عرصہ صوفی مذہب کے ساتھ گزارا۔ دین سے تعلق اُن کو پہلے بھی تھا، دنیا داری سے متاثر نہیں تھیں۔ نیک فطرت تھیں۔ ایک عرصہ صوفی مذہب کے ساتھ گزارا۔ پھر اچانک ایک روز آپ کا چینل مل گیا۔ بعض قابلِ اعتماد لوگوں سے آپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جماعت کی تکفیر کی۔ اب ہدایت کے لئے یہ چینل ایم۔ٹی۔اے ملا۔ (غیر تو ہمارا چینل ہدایت کے لئے تلاش کریں اور ہم جو گندے چینل ہیں اُن پر بیٹھ کے اپنی بے حیائی کے سامان کریں۔ ایسے لوگوں کی کس قدر بدقسمتی ہوگی)۔

کہتی ہیں پھر ایک روز میرے بیٹے، میرے کمسن بیٹے نے خواب دیکھی کہ ہم ایک کار میں بیٹھے ہیں جسے مصطفیٰ ثابت صاحب چلا رہے ہیں۔ مجھے سمجھ آ گئی کہ میں سیدھے راستے پر ہوں۔ چنانچہ میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئی۔

❁ پھر ایک مصر کی عزیزم صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میری بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ 2011ء میں ایک روز ٹی وی کے مختلف چینلز بدل رہی تھی کہ اچانک ایم۔ٹی۔اے پر مصطفیٰ ثابت صاحب کا پروگرام ''اَجْوِبَہ عَنِ الْاِیْمَان'' چل رہا تھا۔ اس کے بعد ایم۔ٹی۔اے دیکھتی رہی۔ اور ''الحوار المباشر'' بھی پسند آیا جس میں مختلف ادیان کے لوگوں سے گفتگو ہو رہی تھی۔ میں بھی باقی لوگوں کی طرح عیسیٰ کے نزول کی منتظر تھی۔ احمدیوں کی اس بارہ میں باتیں تو بہت معقول تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کی بات سمجھنا مشکل تھا اور ایک روز ایم۔ٹی۔اے پر ذکر ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام بھی کرتا ہے اور اس پر مجھے ایک پرانی خواب یاد آ گئی۔ 2003ء میں رمضان میں ایک روز نماز پڑھنے مسجد گئی تو وہاں عورتوں کے رویہ سے بیزار ہو کر فیصلہ کیا کہ آئندہ گھر پر ہی نماز پڑھا کروں گی۔ (یہاں ایک میں وضاحت بھی کر دوں کہ بعض ہماری نئی احمدی جو نو احمدی ہوتی ہیں، بلکہ بعض فجین بھی مجھے شکایت کرتی ہیں کہ جب وہ مسجد میں آتی ہیں، تو جو پاکستانی تعداد زیادہ ہے، وہ اردو میں زیادہ باتیں کرتی ہیں۔ حالانکہ آج کل کی نوجوان لڑکیوں کو انگلش بھی آتی ہے اور اُن کی زبان میں بات کرنی چاہئے۔ جب کوئی غیر بیٹھا ہو تو پھر کوشش یہی کرنی چاہئے کہ اُنہیں کی زبان میں بات ہو۔)

بہر حال کہتی ہیں چنانچہ نماز اور دعا کے بعد سو گئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں ایک روشن کھڑکی کھلی ہے جس کا رنگ سفید اور شکل بیضوی ہے اور ایک منادی کہہ رہا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ میں نے سجدہ کیا اور تین دفعہ کہا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن۔ بیدار ہوئی تو بہت خوش اور حیران تھی۔ اللہ کی شفقت اور مہربانی دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے بہت قریب ہے اور دعا کرنے والوں کی دعا کا جواب دیتا ہے۔

اس خواب کے ایک دن بعد خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان پر اڑتا ہوا آیا جس کے بال اور داڑھی سیاہ تھے۔ اُس کے سر سے میزائل نکل رہے تھے اور اوپر جا کر آسمان کو منور کر رہے تھے۔ میں نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ میں مسیح ہوں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ مسیح ناصری ہے اور یہ قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ پھر دل میں سوچا کہ عیسیٰ مسیح میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ تعبیر الرؤیا کی کتب میں تعبیر دیکھی۔ مگر مجھے خدا کی کسی کے ساتھ کلام کرنے کی تعبیر کہیں نہ ملی۔ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ خدا کسی سے کلام نہیں کرتا اور یہ عقیدہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفتِ کلام جو ہے، وہی جب آجکل کے مسلمانوں نے بند کر دی ہے تو انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا کرنا ہے؟ بہر حال کہتی ہیں تاہم مسیح علیہ السلام کو دیکھنے کی یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ایسی خواب دیکھنے والے کو حکمت اور نیک اولاد عطا فرمائے گا۔ پھر مجھے ایم۔ٹی۔اے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ مسیح موعود علیہ السلام تھے، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی۔

❁ پھر بشکیت صاحبہ ہیں الجزائر کی کہتی ہیں کہ بیعت سے قبل میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے قبل بہت سے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آج جو انسانیت کی حالت اور جو فساد برپا ہے، وہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔ کیونکہ نہ تو اب اخلاق باقی رہے ہیں اور نہ ہی کوئی اسلام کی صحیح طور پر پیروی کرتا ہے۔ میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کاش اللہ تعالیٰ کسی رسول کو امت کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمائے۔ (حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب یہ دیکھیں ایک طرف بعض ہم میں سے کس طرف جا رہے ہیں اور دوسری طرف غیروں میں سے بعضوں کو دین کی کتنی فکر ہے اور اللہ تعالیٰ پھر اُن کی رہنمائی فرماتا ہے)

کہتی ہیں کہ ایک دن میرے بھائی عبدالعالی بشکیت نے مجھ سے نزول عیسیٰ، جنّ اور نملۃ کی حقیقت کے بارے میں تفصیل سے مجھے آگاہ کیا۔ ان کے یہ خیالات مجھے بہت بھائے اور ان میں ایک کشش محسوس ہوئی۔ پھر میں نے اپنے بھائی کے ٹیبل پر کچھ فائلیں دیکھیں، اُنہیں پڑھ کر تو میں جیسے ایک نہایت خوبصورت دنیا، بلکہ کسی جنت میں پہنچ گئی۔ جیسے

جیسے میں نے ان باتوں کا مطالعہ کرتی گئی، میرا نفس دھلتا چلا گیا۔ دن کو میں کام پر جاتی لیکن میرا دھیان ان کتب میں اٹکا رہتا۔ پھر میرے بھائی نے مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بتایا اور سمجھایا کہ آپ ہی مسیح موعود بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ دیگر اسلامی جماعتیں جو صرف قتل و فساد کی تعلیم دیتی ہیں، اُن کے طرزِ عمل کے بارے میں بتایا تو مجھے کبھی اطمینان حاصل نہ ہوا تھا۔ اس طرح مولویوں کے چینل بھی مجھے بالکل نہیں بھاتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ ایسا نورانی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان پہلی نظر میں گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ سب سے اتنے الگ اور ممتاز نظر آتے ہیں جیسے اندھیرہ اور روشنی۔ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

کہتی ہیں پھر میں نے استخارہ کیا۔ خواب میں دیکھا۔ کوئی میرے اندر سے بلند آواز میں کہہ رہا ہے کہ یہی مہدی ہیں، یہی امام مہدی ہیں۔ اس آواز کے سبب سے میں ساری رات ٹھیک سے سوئی نہیں اور اپنے آپ سے کہتی رہی کہ میں بیعت کرتی ہوں اور میری طبیعت میں سکون اور اطمینان پھیل جاتا اور مجھے یہ بھی خوف دامنگیر رہا کہ کہیں بیعت سے پہلے مر نہ جاؤں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق دی۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتی ہوں اور یہ لوگ کرتے بھی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی قرآنِ کریم کے احکامات کو سمجھنے کے لئے بڑا ضروری ہے۔ اگر اردو پڑھنی نہیں آتی تو انگلش میں جو لٹریچر میسر ہے، اُس میں پڑھیں۔ اور جن کو اردو پڑھنی آتی ہے، اُس میں پڑھیں تبھی اپنی اصلاح کرسکتی ہیں کیونکہ قرآنِ کریم کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملتی ہے۔

❁ پھر ایک یمن کی نومبائع احمدی ہیں۔ کہتی ہیں میرے والد ایک عالمِ دین تھے۔ وہ مجھے بتایا کرتے تھے کہ امام مہدی کے ظہور کی جملہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اگر میری وفات کے بعد امام مہدی ظاہر ہوں تو اُن کی بیعت ضرور کرنا۔ تو میں اُن سے پوچھتی کہ وہ کیسے ظاہر ہوگا؟ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہ ٹی وی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں گے اور اُن کو سارا زمانہ دیکھے گا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد میں ایک مرتبہ چینلز بدل کر دیکھ رہی تھی کہ مجھے ایم۔ ٹی۔ اے مل گیا جس کے ذریعہ مجھے امام مہدی کے ظہور کی بشارت ملی۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور جو میرے والد صاحب نے بتایا تھا وہ پورا ہوا۔ میں نے استخارہ کیا، اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ دکھایا اور میں نے اور میری والدہ نے بیعت کر لی۔

❁ پھر تنزانیہ کی ایک خاتون ہیں۔ اب افریقہ کو لوگ کہتے ہیں کہ اَن پڑھ لوگ ہیں۔ وہاں کی ایک بڑی عمر کی غیر احمدی عورت ہماری مسجد میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے آئیں اور نمازِ جمعہ کے بعد معلم صاحب کے گھر چلی گئیں۔ وہاں کمرے میں بٹھایا، وہاں دیوار پر جماعت احمدیہ کا کیلنڈر لگا ہوا تھا۔ اُس پر ایک بڑی تصویر تھی۔ عورت نے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ کیلنڈر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور خلفاء کی تصاویر تھیں۔ اُس خاتون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ کون ہیں۔ جب اُن کو بتایا گیا کہ آپ مسیح موعود اور مہدی امامِ وقت ہیں تو اس عورت نے کہا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اس کے بعد خاتون نے بیعت کر لی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس صرف یورپ میں ہی نہیں، افریقہ میں بھی اور ایشیا میں بھی اور دور دراز علاقوں میں بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اگر نیک نیتی سے دعا کی جائے۔ جو غیر ہیں اُن کی اگر رہنمائی فرما رہا ہے تو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا ہوا ہے، اُن کی کس قدر رہنمائی فرمائے گا؟ اُن کو کس قدر توجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے راستوں کی طرف رہنمائی فرمائے گا۔ پس اس کے لئے کوشش کی بھی ضرورت ہے جو ہمیں ہر ایک کو کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہماری ہر وقت نظر رہنی چاہئے۔ بجائے ادھر اُدھر کے چینل دیکھنے کے ایک وقت کم از کم ایسا ضرور رکھیں جب ایم۔ ٹی۔ اے کے خاص پروگرام بھی دیکھا کریں جو آپ کی تربیت کے لئے بہتر ہوں۔ یہ دنیا ہمارے لئے کل اثاثہ نہیں ہے۔ یہ دنیا ہی ہمارے لئے سب کچھ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اگر مقصد ہوگا تو دلوں کی تسلی ہوگی اور نہ صرف اس دنیا میں اطمینان نصیب ہوگا بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کی آغوش میں انسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیاوی خواہشات کے بجائے ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تڑپ رکھنے والے ہوں۔ ہمارے گھر بھی جنت کا نمونہ ہوں اور اخروی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہم بنیں۔

خطاب کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر 25 منٹ تک جاری رہا۔

❁ دعا کے بعد لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ أَحْمَدَا
عَيْنَ الْهُدَىٰ مُفْنِي الْعِدَا

سے منتخبہ اشعار پیش کئے۔ اسی طرح مختلف دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے اور ایک بج کر 40 منٹ پر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور فیملیز کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ مجموعی طور پر 50 فیملیز کے 156 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ آج ملاقات کرنے والوں میں آسٹریلیا کی جماعتوں ایڈیلیڈ (Adelaide)، ڈارون (Darwin)، بلیک ٹاؤن (Black Town) اور پرتھ (Perth) کے علاوہ قادیان (انڈیا) سے آنے والے چار احباب بھی شامل تھے۔

ایڈیلیڈ جماعت سے آنے والے 1375 کلومیٹر، پرتھ جماعت سے آنے والے 3219 کلومیٹر اور ڈارون جماعت سے آنے والے 3929 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ پرتھ سے آنے والوں نے پانچ گھنٹے جہاز کا سفر طے کیا۔ جبکہ ڈارون سے آنے والوں نے قریباً ساڑھے چھ گھنٹے جہاز کا سفر طے کیا۔

ان سبھی ملاقات کرنے والوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں نے اپنے آقا سے چاکلیٹ حاصل کیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

6 اکتوبر بروز اتوار 2013ء

ہفتہ 5 اکتوبر کی رات آسٹریلیا میں وقت ایک گھنٹہ آگے بڑھا ہے اور ایک گھنٹہ گھڑیاں آگے کی گئی ہیں۔ وقت کی تبدیلی کے باعث نمازوں کے اوقات میں بھی تبدیلی ہوئی ہے۔

نئے وقت کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بج کر 20 منٹ پر ''مسجد بیت الہدیٰ'' تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے 29 ویں جلسہ سالانہ کا آخری روز تھا۔ اختتامی اجلاس کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بارہ بج کر پانچ منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ احباب جماعت نے پُرجوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کا اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طاہر احمد مجوکہ صاحب نے کی اور بعد ازاں مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ظفر مصطفیٰ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد اور میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو اسناد اور میڈل عطا فرمائے۔

درج ذیل خوش نصیب طلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے میڈل اور اسناد حاصل کرنے کی سعادت پائی:

محمد شاہد حسن (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔
اطہر احمد (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔
رحیم احمد (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔
ابتسام احمد ضیاء (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔
ملک عبدالرؤوف (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ احمد مرزا (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عمیر احمد شمس (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ شیراز محمد مجوکہ (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ سید وجیہ الحسن (ہائر سیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عمیر آصف (پاکستان سے فرسٹ پوزیشن میں F.Sc کی)۔ نیّر احمد (بیچلر آف بائیو میڈیکل سائنس)۔ محمد انصر ابڑو (بیچلر آف انجینئرنگ)۔ عطاء الحسن وارث (بیچلر آف بائیو میڈیکل سائنس)۔ سید مطہر جمال (MBBS پاکستان، دوسری پوزیشن حاصل کی)۔ شہید ساہو خان (بیچلر اِن فارمیسی)۔ محمود احمد ناصر (بیچلر آف مکینیکل انجینئرنگ)۔ طارق چوہان (بیچلر آف سائنس)۔ محمد حمید احمد (بیچلر آف Applied Science)۔ عدیل احمد خان (بیچلر آف فنانس)۔ حارث نصیر ضیاء (بیچلر آف انجینئرنگ)۔ حمزہ خالق (بیچلر آف انجینئرنگ)۔ ذوالفقار محمد الکبیر (ماسٹر آف انجینئرنگ)۔ اطہر پرویز رانا (ماسٹر آف سوشل ڈویلپمنٹ)۔ ناصر احمد خان (ماسٹر آف انفارمیشن ٹیکنالوجی)۔ حیدر مسعود (ماسٹر آف فنانس)۔ شارق احمد قریشی (ماسٹر آف آرٹس)۔ ابرار احمد چغتائی (ماسٹر آف پبلک ہیلتھ)۔ مظفر احمد (ماسٹر آف انوائرنمنٹل انجینئرنگ)۔ عاطف سعود شاہد (ماسٹر آف انجینئرنگ)۔ عثمان محمود (ماسٹر آف انجینئرنگ)۔ ذیشان بلال محمود (ماسٹر آف انفارمیشن)۔ عثمان متی (ماسٹر آف آرکیٹیکچر)۔ ڈاکٹر محمد اشرف (ماسٹر آف سرجری)۔ محمد عبدالماجد (ماسٹر آف بزنس)۔ اشتیاق محمود سندھو (ماسٹر اِن آرٹس۔ پاکستان۔ پہلی پوزیشن حاصل کی)۔ ڈاکٹر مشہود شاہ (ڈاکٹر آف فلاسفی)۔ ظہیر خان (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ کلیم احمد مرزا (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ گلفام احمد (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ وجیہ احمد (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ نورالدین عباس (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ عبدالرشید (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ ڈاکٹر عمران احمد خورشید (Fellow General Practitioners)۔ ڈاکٹر عبدالعلیم خان (Fellow General Practitioners)۔ ڈاکٹر عبدالغفار چوہدری (فیلو سرجن اِن آرتھوپیڈکس)۔ ڈاکٹر محمد یعقوب ضیاء (Fellow Anaesthetists)۔ ڈاکٹر منور احمد رانا (Fellow Anaesthetists)۔ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن (Fellow Physicians Medicine)۔ ڈاکٹر عامر محمود (فیلو جنرل پریکٹیشنرز)۔ محمد مرزا بن منصور (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ ایک طالبہ عطیۃ الغالب بیچلر آف سائنس کا ایوارڈ ان کے والد مکرم مسعود احمد صاحب مبلغ آسٹریلیا نے حاصل کیا)

ذیلی تنظیموں کے مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں علم انعامی وسندات خوشنودی کی تقسیم

تقسیم انعامات کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مجلس انصاراللہ آسٹریلیا کے تحت مضمون نویسی کے مقابلہ میں ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے افراد کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔

مجلس انصاراللہ میں سے مکرم مرزا رمضان شریف صاحب نے پہلا اور مجیب الرحمٰن سنوری صاحب نے دوسرا انعام حاصل کیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ میں سے عثمان متی صاحب نے پہلا، مبشر احمد وینس صاحب نے دوسرا اور ملک عمران احمد صاحب نے تیسرا انعام حاصل کیا۔

اطفال الاحمدیہ میں سے عزیزم ارسلان احمد ناصر نے پہلی اور اہتشام احمد گوندل نے دوسری اور نایاب احمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ النور سڈنی آسٹریلیا کو بین المجالس مقابلہ حسن کارکردگی سال 13-2012ء میں اوّل آنے پر ''علم انعامی'' عطا فرمایا۔ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کا علم انعامی مجلس فضل عمر ساؤتھ آسٹریلیا کو عطا فرمایا۔ نیز مجلس انصاراللہ کے ایک مثالی ناصر مکرم صادق صاحب کو سند خوشنودی عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصاراللہ ساؤتھ آسٹریلیا کو سال 2012ء میں نمایاں کارکردگی دکھانے پر علم انعامی عطا فرمایا۔

ایوارڈز اور انعامات کی اس تقسیم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ آسٹریلیا سے اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں اپنی بات اُن آیات کے مضمون سے ہی شروع کروں گا جو ہمارے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ اس

وقت ان کی تفسیر اور تفصیل تو بیان نہیں ہوگی۔ بہر حال خلاصۃً اس کے چند نکات یہاں پیش کر دیتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ ایک حقیقی مومن کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حوالہ سے توجہ دلائی جائے تو ایک حقیقی مؤمن ہمیشہ یہی جواب دیتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تمہارا ردّ عمل یہ ہوگا، جب تمہارا یہ جواب ہوگا تو سمجھ لو کہ تمہیں تمہارا مقصد حاصل ہو گیا۔ اور مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر یہ کہ کسی خوف یا منافقت سے یہ نہیں کہنا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، بلکہ تقویٰ کا اظہار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی محبت اور اُس کی رضا مدّ نظر رہتے ہوئے اطاعت کے نمونے دکھانے چاہئیں۔ اپنے خاندان، اپنے عزیزوں یا کسی ذاتی مفاد کی خاطر یہ اطاعت کرنے کے اظہار نہ ہوں۔ صرف وہاں اظہار نہ ہو جہاں اپنے مفادات کا فائدہ ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اطاعت کرنے کے انعام کے طور پر تمہارا مقام بلند فرماؤں گا۔ تمہیں کامیابیاں نصیب ہوں گی۔ پھر یہ کہ منہ سے دعوے نہ کرو کہ ہمیں حکم ملے تو ہم یہ کر دیں گے، ہم وہ کر دیں گے۔ زبانی دعوے نہ ہوں کہ ہم جماعت کی خاطر ہر قربانی دینے والے ہیں۔ وقت آئے گا تو یہ نہ ہو کہ بہانے اور تاویلیں پیش کرنے لگ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اس لئے اپنے قول و فعل کو ایک کرو۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پھر اللہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو تمہاری باتوں اور بلند بانگ دعووں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وقت آئے تو ثابت کرو کہ کسی بھی قربانی سے تم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ یاد رکھو کہ رسول کا کام اللہ تعالیٰ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور نصیحت کرنا ہے۔ اگر لوگ اُس پر عمل نہیں کرتے تو رسول اُس کا جواب دہ نہیں ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر تم بات نہیں سنتے، نصیحت پر عمل نہیں کرتے تو اس کا بار تم پر پڑے گا نہ کہ رسول پر۔ پھر آگے فرماتا ہے کہ اگر بات سنو گے اور عمل کرو گے تو ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ اور انعام کیا ہے؟ فرمایا کہ تم ایک لڑی میں پروئے جاؤ گے۔ ایمان میں مضبوطی پیدا ہوگی اور خلافت کے فیض سے فیضیاب ہوگے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اُس دین پر قائم کرے گا جو اُس نے تمہارے لئے پسند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کونسا دین پسند فرمایا ہے۔ دوسری جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ دین اسلام ہے۔ گویا خلافت کے سات جڑے رہنے والے حقیقی مسلمان ہوں گے کیونکہ اسلام کی روح اکائی میں ہے اور وحدت میں ہے۔

پھر فرمایا جب تم ایک اکائی بن جاؤ گے تو تمہیں تمکنت اور مضبوطی عطا ہوگی۔ بحیثیت جماعت تمہاری طاقت مضبوطی اور اکائی ایک قوت کا اظہار کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خوف کے حالات بھی پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ سے تمہارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور خوف کو امن میں بدل دے گا۔

پھر فرمایا کہ پس تم خلافت کے انعام کے شکر گزار رہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کے نظارے دیکھتے رہو۔ فرمایا کہ اُنہیں انعام ملے گا جو حقیقی عبادت گزار ہوں گے، نمازوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے، عبادتوں کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔

فرمایا کہ پس تم اس عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے، انعامات کے مستحق بننے کے لئے اپنی نمازوں کی طرف توجہ دو، اُنہیں قائم کرو، وقت پر ادا کرو، باجماعت ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ادا کرو۔

پھر فرمایا عبادت کے معیار بلند کرنے کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ کرو۔ تا کہ تبلیغِ اسلام بھی ہو سکے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہو سکے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ یہ باتیں اور مالی قربانیاں تبھی ثمر آور ہوں گی، تبھی تمہیں فائدہ دیں گی جب تم رسول کی کامل اطاعت کر رہے ہوگے اور اُس کے بعد نظامِ خلافت کی اطاعت کر رہے ہوگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امیر کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس آیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو دیکھیں تو خلافت کی اطاعت اُسی طرح لازم ہے جس طرح رسول کی اطاعت۔ اور پھر یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اگر اطاعت کا یہ مادہ ہو تو بظاہر دنیاوی کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق کامیابیاں عطا ہوں گی۔ اگر اطاعت نہیں اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ نہیں تو جتنی چاہے کثرت ہو، کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔ خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حوالے سے بات ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی حقیقی اطاعت ہی انعامات کا وارث بناتی ہے اور خلافت سے مستفیض کرتی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا چاہئے کہ اس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے جس کو آیتِ استخلاف بھی کہتے ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس رہنما اصول کے مطابق ایک نظام سے وابستہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش کرنے والی ہو اور خلافت کے نظام سے کامل طور پر وابستگی ہو۔ جماعت احمدیہ کے سچا ہونے اور نظامِ خلافت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لئے یہی دلیل بہت بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی مسلمان فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تبلیغ کر رہی ہے اور پھر اس تبلیغ کے ذریعہ سے یہ تعداد ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے۔ اس وقت زمانے کی ضرورت کے مطابق حقیقی جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے جو عملِ صالح کر رہے ہیں خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور عملِ صالح کا مطلب ہے کہ ایسا عمل جو موقع اور محل کے لحاظ سے ہو اور موقع اور محل کے لحاظ سے اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی ہے، تلوار کے جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے اور صرف قلمی جہاد ہی ہے جو آج وقت کی ضرورت ہے۔ میڈیا کے ذریعہ جہاد ہے جو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار اطاعت پر زور دیا ہے اور پھر آخر میں جو آیت ہے اس میں نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ رسول کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والے مسیح و مہدی کو قبول کر لینا تا کہ تم پر رحم ہو اور ایک لمبے عرصے کے تاریک زمانے کے بعد پھر خلافت کا نظام مسیح موعود اور مہدی معہود جو خاتم الخلفاء بھی ہے کے ذریعہ سے شروع ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس خاتم الخلفاء نے آ کر بتانا تھا کہ حقیقی اطاعت کیا ہے اور حقیقی جہاد کیا ہے اور اس کو کس طرح سرانجام دینا ہے۔ سنگا پور میں غیر از جماعت کا انڈونیشین پڑھا لکھا ایک طبقہ بھی آیا ہوا تھا، پروفیسرز تھے، ڈاکٹرز تھے، اخباروں کے نمائندے تھے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ آپ کے خلاف یہ الزام ہے کہ آپ جہاد کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہم جہاد کے قائل ہیں۔ ہم جہاد کے خلاف نہیں۔ اس وقت جو جہاد کی ضرورت ہے اُس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اس وقت کوئی حکومت یا کوئی تنظیم اسلام پر بحیثیت مذہب حملہ آور نہیں ہے۔ سیاسی لڑائیاں ہیں، اسلام کے نام پر کوئی حملہ نہیں کیا جا رہا۔ اسلام پر حملہ اگر کیا جا رہا ہے تو تلوار کے ذریعہ سے نہیں بلکہ پریس کے ذریعہ سے، میڈیا کے ذریعہ سے، تبلیغ کے ذریعہ سے۔ اور آج ہمیں انہی ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے تا کہ جو ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں اُسی سے ہم جواب دیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ اس وقت قلم سے تلوار کا کام لو۔ پس یہی ہتھیار ہے آجکل کے جہاد کا، جس کے ذریعہ سے اسلام نے اس زمانے میں ترقی کرنی ہے۔ انشاءاللہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا نتیجہ ہی ہے جو جماعت ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لاکھوں لوگ اسلام میں ہر سال شامل ہوتے ہیں۔ نیک فطرت مسلمان بھی حقیقت جان کر اُس حقیقی اسلام میں شامل ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا اور جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس پر آپ نے حقیقی عمل بھی کر کے دکھایا تھا۔ وہی تعلیم قرآنِ کریم میں ہے۔ دوسرے مسلمان تعداد زیادہ ہونے کے باوجود نہ تبلیغ کے کام کر رہے ہیں، نہ ہی کوئی اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہاں جہاد جہاد کا شور مچاتے ہیں۔ جہاد قتل و غارت نہیں ہے۔ جہاد اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اُس کی خوبصورت تعلیم دنیا پر واضح کرنا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا اکثریتی طبقہ خاموش ہے۔ کہتا تو ہے کہ جہاد ہونا چاہئے لیکن جہاد کرتا نہیں۔ اور دوسرا طبقہ جہاد کے نام پر ظلم کر کے دنیا کے امن کو برباد کر رہا ہے اور یوں اسلام کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ دنیا کی نظر میں یہ لوگ حقیر سے حقیر تر ہوتے چلے جا رہے ہیں کیونکہ جو حرکتیں یہ کرتے ہیں اُس کے بعد نہ ان کو کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے اور نہ ان کی کہیں کوئی پذیرائی ہوتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا وقار دنیا میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اصل میں تو یہ جماعت احمدیہ کا وقار نہیں بلکہ اسلام کا پیغام ہے جو دنیا میں پہنچ رہا ہے اور اسلام کی تعلیم دنیا میں روشن تر ہو کے ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کی اشاعت کر رہی ہے۔ اسلام کے حق میں لٹریچر شائع ہو رہا ہے اور مخالفین کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔ تو آج یہ جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ ایک بہت بڑا ذریعہ ہماری تبلیغ کا ایم۔ٹی۔اے ہے جو چوبیس گھنٹے مختلف زبانوں میں اسلام اور احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا رہا ہے اور دنیا اس سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔ خود مسلمانوں کو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے حقیقی اسلام کی تعلیم کا پتا چل رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ دوسرے مسلمان اکثریت میں ہیں ان کے سر جھکے ہوئے ہیں کیونکہ کوئی بھی اعتراض جو اسلام پر ہو، اس کا جواب دینے کے قابل نہیں۔ لیکن اب جب سے ایسے لوگوں نے جن تک ایم۔ٹی۔اے کی رسائی ہے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ ہم اپنے سر اونچے کر کے چلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس کی چند مثالیں میں پیش کرتا ہوں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو احمدی تو نہیں ہوئے لیکن تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ بعضوں نے ان کو سن کر احمدیت قبول کر لی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: الجزائر سے ہمارے ایک دوست عبدالکریم صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ 2007ء میں ایک روز اچانک ایم ٹی اے دیکھنے کا اتفاق ہوا جہاں تین نوجوان گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہو گیا ہے۔ ان کی باتوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ ہانی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی غلط روایات کا ردّ کر رہے تھے جنہوں نے ایک عرصے سے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں کئی سوال پیدا ہوئے۔ سارا پروگرام دیکھا اور آہستہ آہستہ شکوک دور ہو کر یقین بڑھتا چلا گیا۔ پھر مصطفیٰ ثابت صاحب کی کتاب السیرۃ المطہرۃ میں آیت میثاق النبیین کی تشریح پڑھی تو گویا اُس نے ہلا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد ایم۔ٹی۔اے کے یہ پروگرام ریکارڈ کرنے شروع کر دیئے اور ان کو بار بار سننا شروع کیا۔ گھر والوں کو بتایا تو انہوں نے بھی فوراً قبول کر لیا لیکن کامل یقین نہ کیا۔ وقت گزرتا گیا اور سوالات ذہن میں رہے اور فیصلہ کیا کہ ان کے حل ہونے پر بیعت کروں گا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میری غلطی تھی کہ میں نے انتظار کیا۔ مجھے فوراً بیعت کرنی چاہئے تھی۔

پھر یمن سے ایک علی صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ خدمت کرنے والوں کا میں جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔ تمام کارکنان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ ابھی تک جماعت احمدیہ کی جتنی بھی کتب کا مطالعہ کیا ہے، اُن میں مجھے اپنی گم شدہ چیزیں ملیں اور ان کتابوں سے حقیقی اسلام نظر آیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب دیکھیں اگر آپ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے منسلک کر لیں گے تو ہر احمدی کا علم بھی بڑھے گا۔ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کا علم بھی بڑھے گا۔ اس لئے میں بار بار کہا کرتا ہوں کہ ایم ٹی اے پر جو ہم اتنا خرچ کرتے ہیں تو ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کر کے اس کا کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔

پھر ایک عرب ملک کے احمد صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں پہلی مرتبہ آپ سے ہم کلام ہو رہا ہوں۔ پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کی تفاسیر احسن ترین تفاسیر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ تک یہ خوشخبری بھی پہنچانا چاہتا ہوں کہ آپ کے اس چینل کو دنیا میں عربی بولنے والے ملینز کی تعداد میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اور اس بات میں ذرّہ بھی شک نہیں ہے کیونکہ میں نے بیشمار لوگوں سے اس بارے میں سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

پھر الجزائر سے ایک دوست کمال صاحب کہتے ہیں میں عمازیری الجزائری نوجوان ہوں۔ بیس سال کی عمر تک تو میں اسلام کو جانتا تک نہیں تھا۔ پھر کچھ علماء کی سی ڈیز اور ایک اسلامی چینل کی وجہ سے کچھ اثر ہوا۔ مگر چند ماہ تک یہ اثر زائل ہو گیا کیونکہ مجھے محسوس ہوا کہ ان کی باتوں میں باہم بھی تضاد ہے، نیز وہ عقل سے بھی ٹکراتی تھیں۔ پھر میرا تعارف 'حوار المباشر' کے توسط سے جماعت احمدیہ سے ہوا۔ میں گاہے بگاہے ایم۔ٹی۔اے دیکھتا تھا۔ ایک دن ایک سلفی مولوی کو دیکھا کہ وہ جماعت کے خلاف گند بک رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہ آئی کہ کیوں یہ مولوی گالیاں دیتے ہیں اور جماعت کے عقائد کے بارے میں بات نہیں کرتے۔ میں نے ایم۔ٹی۔اے کو مزید دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔ اب انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا اور اپنی کمیاں دور کیں اور شرائطِ بیعت پر پوری طرح کاربند ہونے کا عزم کیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام روحانی پرندے پیدا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ میری حالت تو اس شخص کی سی ہے جو سویا ہوا جاگے تو سورج کو اچانک اپنے سامنے چمکتا ہوا پائے۔ میری تو ایک ہی خواہش ہے کہ میں شرائطِ بیعت پر پوری طرح کاربند ہوں۔ (یہ ہے نئے آنے والوں کا معیار۔)

پھر ایک عرب دوست عبداللہ صاحب لکھتے ہیں۔ تقریباً دو سال قبل میں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ ایم ٹی اے العربیۃ مل گیا۔ شروع میں تو کوئی توجہ نہیں دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''الحوار المباشر'' اور ''لقاء مع العرب'' پروگرامز میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیرِ قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی۔ قرآنی

آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر روز بروز بصیرت میں اضافہ ہونے لگا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ نئی پیدائش ہو رہی ہے۔ دعا اور نماز کا حقیقی ادراک نصیب ہوا اور میرے دل نے گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تبلیغ شروع کر دی۔ مگر وہ بالمقابل قصے کہانیاں اور خرافات پیش کرتے۔ میں نے ایم ٹی اے سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ حقیقت میں یہ سب علوم وہی خزائن ہیں جو مسیح موعود لٹانے آئے تھے۔ پس مبارک ہو اُسے جو سنے، سمجھے اور قبول کرے۔ میں گھر پر ہی نماز پڑھتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں۔ (یعنی اب وہ وہاں باجماعت مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے کیونکہ اس میں منافقت ہے اور وہ احمدی ہو گئے ہیں۔)

☆ پھر مراکش کے ایک دوست انس صاحب کہتے ہیں کہ جماعت سے میرا پہلا تعارف ایم۔ٹی۔اے العربیہ کے ذریعہ 2010ء میں ہوا۔ مجھے احمدی طرزِ فکر بہت پسند ہے۔ خصوصاً وہ پروگرام جو ایم۔ٹی۔اے پر عیسائیت کے بارے میں آتے ہیں۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ جو تصویر ایم۔ٹی۔اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دکھائی جاتی ہے وہ میرے لئے ایک surprise ہے کیونکہ اٹھارہ سال قبل میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے دائیں ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ میں نیزہ۔ وہ میری طرف بڑھ رہا تھا سو میں بھی اُس کی طرف بڑھا۔ اور تیزی سے بڑھتے ہوئے اُن کے داہنے ہاتھ سے تلوار لے لی۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ جب میں جاگا تو اس خواب کا میرے دل پر بہت اثر تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ شکل ضرور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی۔ پھر جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو یہ ہو بہو وہی شکل تھی جسے میں نے اٹھارہ سال قبل خواب میں دیکھا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر عرب ہی نہیں افریقہ کے ممالک میں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے۔ برکینا فاسو سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان نے بیعت کی ہے۔ جب اُن سے پوچھا کہ آپ کی بیعت کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ میں ہمیشہ اس بات پر غور کرتا تھا کہ آخر کیوں سب مسلمان صرف احمدیوں کے خلاف ہیں۔ ایک روز میں نے ریڈیو احمدیہ پر خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنا جس میں حضور نے (یعنی میری بات بتا رہے ہیں) کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغربی پروپیگنڈے کا جواب دیا تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو اپنانے کی نصیحت فرمائی تھی۔ یہ سن کر میں نے سوچا کہ اس قدر حکمت اور دانائی کی نصیحتیں تو آج تک ہمیں کسی مولوی نے نہیں کیں۔ چنانچہ میں نے ریڈیو پر ہر ہفتہ خطبہ سننا شروع کر دیا اور باقاعدگی سے سنتا رہا۔ ان خطبات نے میری کایا پلٹ دی ہے اور میں نے بیعت کر لی۔ مجھے میرے تمام سوالات کے جوابات ان خطبات سے مل گئے۔ یہ سب احمدیوں کے مخالف اس لئے ہیں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی ایک سچی جماعت ہے۔ اور سچوں کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے۔

پھر اردن کے بہت بڑے اخبار ''الرأی'' نے اپنے 3/فروری 2013ء کے شمارے میں ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام ''الحوار المباشر'' کے بارے میں لکھا کہ جماعت احمدیہ جو انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں قائم ہوئی کا معاملہ چاہے کچھ بھی ہو اور مرزا غلام احمد کے دعویٰ کے بارے میں ہماری رائے کچھ بھی ہو، مگر یہ بات عیاں ہے کہ اس جماعت کے بعض افراد اور عیسائی پادریوں کے درمیان تورات اور انجیل کے بارے میں ہونے والی گفتگو نے ثابت کر دیا ہے کہ کلیسا کا لاہوتی نظریہ نہایت بودہ، منطق اور علم سے عاری اور ازمنہ وسطیٰ کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ سب پر واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کے علمِ کلام کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو وہ ہے جس میں وہ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں اپنے عقائد کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں اور اس کے بارے میں ہم اُن کے سامنے ٹھہر کر کئی طرح سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ (یہ بھی ان کا غلط خیال ہے۔ بہر حال اپنے پڑھنے والوں کے لئے انہوں نے لکھ دیا۔ ورنہ یہ یہاں بھی ٹھہر نہیں سکتے) جبکہ ان کے علم کلام کے دوسرے پہلو میں یہ لوگ کتابِ مقدس کی روشنی میں یہودی اور عیسائی عقائد پر بحث کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے مناظروں کو عیسائی پادریوں کے بالمقابل واضح برتری حاصل ہے۔ پادریوں کے مقابلہ میں کیا معلومات کی وسعت میں اور کیا منطق اور دلیل کی قوت میں ہر لحاظ سے اُن کو واضح برتری حاصل ہے۔ احمدی چینل دیکھنے والا ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ اختلافی مسائل کے بارے میں بحث کے دوران احمدی مناظرین میں روحانی بردباری اور حسنِ اخلاق کی خوشبو نظر آتی ہے۔ اور دلیل اور منطق کی قوت اُن کے پاس ہے۔ شاید یہ چینل اس بات میں منفرد ہے کہ اس پر گفتگو کرنے والوں کے پاس پادری زکریا پطرس کے اعتراضات کے بے شمار جواب ہیں۔ خصوصاً اُن اعتراضات کے جوابات جو اس پادری نے قرآنِ کریم کی زبان کے بارے میں کئے ہیں۔ (ہم ہر اُس اعتراض کا جو قرآنِ کریم پر کیا جائے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جائے جواب دیتے ہیں۔ ہم کسی کے خلاف نہیں بولتے لیکن جہاں اسلام پر حملہ ہو گا ہم ضرور اُس کا جواب دیتے ہیں۔ مقابلے میں جواب دینا پڑتا ہے لیکن اصل تبلیغ یہی ہے کہ اسلام کی خوبصورتی دنیا پر واضح کی جائے۔)

پھر لکھتے ہیں کہ ''الحوار المباشر'' پروگرام کے دوران دینی اختلافات اور بحث کا یہ تجربہ ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ باہم دینی اختلاف رکھنے والے لوگوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور عقلی اور شعوری بنیادوں کو سمجھنے کے لئے ''الحوار المباشر'' کی طرز پر گفتگو کریں۔ بات کو سمجھنا اور دوسرے فریق کے ساتھ افہام و تفہیم کا رویہ اپنانا ہی دوسری قوموں اور تہذیبوں سے تعارف کا دروازہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے: **یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقکم۔**

آجکل عربوں کے بہت سے چینل ہیں لیکن ان میں سے اکثر کم علمی، تنگ نظری کا نمونہ ہیں۔ ان کے یہ چینل بے راہ روی پھیلاتے اور طرح طرح کے جاہلانہ اور اخلاق سوز پروگرام پیش کرتے ہیں۔ (اس کے باوجود کہ اخلاق سوز پروگرام پیش کر رہے ہیں یہ مسلمان ہیں اور ہم جو قرآنِ کریم کی پُرحکمت تعلیم کو دنیا پر واضح کر رہے ہیں، ہم غیر مسلم ہیں) کہتے ہیں کہ لیکن ان کے برخلاف اور شاذ و نادر کے طور پر مفید گفتگو پیش کرنے والا حوار المباشر کا پروگرام بھی ہے جو کہ احمدیوں کے چینل پر آتا ہے۔ ہم پسند کرتے ہیں کہ اس طرح کے پروگرام بکثرت ہوں تا کہ یہ ایسی نورانی لہر بن جائیں جس کے سوا کوئی اور چیز ظلمات اور اندھیروں کو دور نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ سب جاننے والے جانتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب یہ اُن کا تبصرہ ہے۔ اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے بیشک انکار کریں لیکن ماننے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی حقیقی تبلیغ اور جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم جماعت احمدیہ ہی پیش کر رہی ہے اور مخالف کے مقابل پر اسلام کے دفاع کے لئے جماعت احمدیہ ہی کھڑی ہے۔ یہ تو اپنوں کے اور مسلمان کہلانے والوں کے خیالات ہیں جن میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرما دی لیکن میں مختلف موقعوں پر اپنے مختلف خطابات میں، تقریروں میں، مختلف فنکشنز میں بھی پیش کر چکا ہوں کہ غیر مسلم بھی یہ برملا اظہار کرتے ہیں اور یہ اظہار ''ریویو آف ریلیجز'' میں بھی چھپتے رہے ہیں۔ بعض رپورٹوں میں بھی چھپتے رہے ہیں کہ آج غیر مسلم ہمیں یہ کہتے ہیں کہ حقیقی اسلام کا آج پتا چلا ہے، ورنہ ہم اسلام میں جہاد کے نظریے کو دہشت گردی اور قتل و غارت ہی سمجھتے تھے۔ یہاں بھی مجھے یہاں کے پریس کے بعض نمائندوں نے سوال کیا کہ یہ اسلام جو تم پیش کر رہے ہو یہ تو مختلف ہے۔ میرا ان کو یہی جواب ہوتا ہے کہ یہی حقیقی اسلام ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ دو دن پہلے یہاں کے بڑے چینل اے بی سی کے نمائندے آئے ہوئے تھے انہوں نے بھی یہی کہا اور ساتھ یہ کہنے لگے کہ لیکن ایک بات ہے کہ آسٹریلین لوگوں کو تمہارا یہ پیغام پہنچ نہیں سکا۔ پس یہ بات ہمارے لئے شرمندگی والی ہے کہ ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ خوبصورت پیغام کیوں نہیں ہمیں پہنچایا جا رہا۔ اُس کو تو میں نے کہا کہ اب تم نے میرا انٹرویو لیا ہے تو اس کو پہنچاؤ اور تمہارے ذریعہ ایک طبقہ تک تو پہنچے گا لیکن بہر حال ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس پیغام کو پہنچائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی ہیں۔ خلافت کے نظام کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ پہنچنے کے وعدے بھی ہیں۔ لیکن ہر جگہ ہر ایک احمدی کا بھی فرض ہے کہ اس پیغام کو پہنچائے۔ کیونکہ وعدے مشروط ہیں۔ ایک حد تک تو پورے ہوں گے لیکن وہ لوگ جو اس پر اپنے آپ کو شامل نہیں کریں گے، اُس سے باہر کر رہے ہوں گے۔ دیر سے وہ وعدے پورے تو ہو جائیں گے لیکن جو نہ عمل کرنے والے ہیں، وہ محروم ہو جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ نے تعارفی لیف لٹس ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے۔ ابھی ایک صاحب نے بیس ہزار تقسیم کئے اُن کو انعام بھی ملا۔ لیکن میں نے تو یہ کہا تھا کہ ایک سال میں کم از کم بڑے ممالک جو ہیں وہ پانچ فیصد اور چھوٹے ممالک دس فیصد آبادی تک اسلام کا یا امن کا پیغام پہنچائیں۔ بعض جماعتوں نے تو یہ کام کیا ہے کہ ملینز کی تعداد میں یہ پیغام پہنچا دیا ہے اور دنیا اُن کو جاننے لگ گئی ہے۔ بعض جماعتیں سینکڑوں میں ہیں لیکن اُنہوں نے لاکھوں میں یہ پیغام پہنچایا ہے۔ آپ ابھی تک ہزاروں میں پہنچے ہوئے ہیں یا لاکھ دو لاکھ تک بھی اگر پہنچ گئے تو یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ اس کو بڑھانا چاہئے۔ تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس میں تیزی پیدا کرے کہ دس فیصد تک ہر سال پیغام پہنچائیں۔ اور اگر آپ یہ ٹارگٹ رکھیں گے تب بھی آپ کو اس ملک میں جماعت احمدیہ کا یا اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے دس سال کا عرصہ چاہئے۔ دنیا چاہتی ہے کہ اب اُس تک یہ محبت اور پیار کا پیغام پہنچے، اسلام کی حقیقی تصویر پہنچے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یاد رکھیں کہ بیشک تبلیغ کے اور ذرائع بھی کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی دنیا میں سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرما رہا ہے جیسا کہ میں نے بعض واقعات بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ ہر تحریک جو خلافت کی طرف سے ہوتی ہے اُس کے لئے بھرپور کوشش کرے۔ ضروری نہیں کہ جماعتی نظام پہلے توجہ دلائے۔ افراد بھی نظام کے پیچھے پڑ جائیں کہ ہمیں اس تبلیغی مہم میں شامل کرنے کے لئے مواد مہیا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ وعدہ نماز اور مالی قربانی کے ساتھ ہے۔ یعنی ہمارے کام میں برکت اُس وقت پڑے گی جب ہم اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ نمازوں کی ادائیگی کو بوجھ اور ٹیکس سمجھ کر نہیں ادا کریں گے بلکہ ایک لذت اور حظ اس میں محسوس کر رہے ہوں گے اور اس کی ادائیگی سب سے بڑی ہماری ترجیح ہو گی نہ کہ دنیا کے اور کام۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہم میں سے ہر ایک کو اُس مقام تک پہنچنے کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی ہو گی، جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنا چاہتے ہیں۔ بعض نئے آنے والے جب اپنے واقعات لکھتے ہیں کہ کس طرح احمدیت قبول کرنے کے بعد اُن کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوا اور کس طرح اُن کو نمازوں میں حظ اور سرور حاصل ہونا شروع ہوا، تو ان چیزوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک لبنانی نو احمدی نے لکھا کہ پہلے میں نماز پڑھتا تھا تو زیادہ سے زیادہ تین منٹ لگتے تھے، اور اب یہ حال ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی 'تفسیر سورۃ فاتحہ' پڑھنے کے بعد گھنٹہ مجھے سورۃ فاتحہ پڑھنے میں گزر جاتا ہے۔ اب مجھے نماز کی بھی حقیقت سمجھ آئی ہے اور قرآن کی بھی حقیقت سمجھ آئی ہے۔

ایک عرب ملک کے دوست لکھتے ہیں کہ تقریباً دو سال قبل میں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ ایم۔ٹی۔اے العربیہ مل گیا لیکن میں نے شروع میں تو کوئی توجہ نہ دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ''حوار المباشر'' اور ''لقاء مع العرب'' پروگرامز میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیرِ قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی۔ اور روز بروز قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر بصیرت میں اضافہ ہونے لگا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ نئی پیدائش ہوئی ہے (اور یہ پیدائش ہونی چاہئے ہر احمدی کی، کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد ہی یہی تھا)

پھر کہتے ہیں کہ دعا اور نماز کا حقیقی ادراک نصیب ہوا اور میرے دل نے گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ اور آپ کی بعثت کے دلائل واضح ہیں۔ آپ کی بعثت کے بارے میں بہت سی احادیث میں پہلے پڑھ چکا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں میں اس مامورِ ربانی کی تبلیغ قرآن و حدیث کی روشنی میں کرنی شروع کر دی۔ اور وہ بالمقابل قصوں، کہانیوں اور خرافات کو پیش کرتے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں حق پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو یہ انقلاب ہے جو دنیا میں آ رہا ہے اور اُن لوگوں میں آ رہا ہے جو اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھ رہے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر خلافت کی اہمیت کو بھی پہچان رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اُن کی تسکینِ قلب کے سامان بھی پیدا فرما رہا ہے۔ تسکینِ دل کے لئے روپیہ پیسہ نہیں چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش کرنے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کی کامل فرمانبرداری سے، اُس کی کامل اطاعت سے ملتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اگر جماعت سے جڑنے کا عہد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعام کا فیض پانا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے ہوں گے۔ دنیا کے جو کام ہیں ان کو ثانوی حیثیت دینی ہو گی اور عبادت کو مقدم کرنا ہو گا۔ پھر اجتماعی عبادت ہے تو اس کی مثال جمعہ کی نماز کی ہے۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان میں آخری جمعہ پڑھ لیا اور فارغ ہو گئے۔ بلکہ باقاعدگی سے ہر جمعہ کوشش کر کے ہر ایک کو پڑھنا چاہئے اور پھر جو خطبہ جمعہ کا آتا ہے۔ میں نے کچھ واقعات بھی سنائے کہ کس طرح ایک شخص نے کہا کہ میرے ہر سوال کا جواب مل گیا اور میری تربیت ہوتی رہی۔ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے میں جو خطبے کا پیغام پہنچتا ہے یہ بھی سنیں۔ کہیں دن ہے، کہیں رات ہے، لیکن خلافت کی آواز خطبہ جمعہ کے ذریعہ سے ہر جگہ بیک وقت پہنچ رہی ہے۔ دنیا کے اس براعظم میں گزشتہ خطبہ جو میں نے دیا وہ تمام دنیا نے دیکھا اور سنا۔ یہ خوبصورتی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے نظام کے ساتھ وابستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خطبہ میں دنیا کے حالات کے مطابق رہنمائی ہوتی ہے اور یہ رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اُس کے فضل سے ہوتی ہے۔

مختلف موضوعات ہیں جن پر خطبات دیئے جاتے ہیں۔ دنیا کے مسائل ہیں، اُن کے لئے دعاؤں کی تحریک ہے یہ سب اجتماعی عبادت ہے۔ اس کا نظارہ آج جماعت احمدیہ کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادتوں کے ساتھ زکوۃ اور مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دو تو تمہیں ترقیات نصیب ہوں گی۔ جماعت کی مالی تحریکات دنیا میں محروموں اور غریبوں کی خدمت کے لئے کئی پراجیکٹ چلا رہی ہیں اور پھر تبلیغ کا ذکر ہو چکا ہے۔ تو اس کے لئے بھی مالی تحریکات سے ہی اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے میدانِ جہاد کے لئے مبلغین تیار کئے جاتے ہیں۔ آج دنیا میں ہندوستان میں، پاکستان میں، کینیڈا میں، یو۔کے میں جرمنی میں گھانا میں ایسے جامعات ہیں جہاں مبلغین سات سال کورس کر کے تیار ہوتے ہیں۔ پھر مختلف ممالک میں معلمین کے لئے علیحدہ ادارے ہیں۔ تو ان سب کی تعلیم کا نصاب بھی ایک ہے۔ یہ بھی ایک اکائی ہے اور جماعت احمدیہ کی خوبصورتی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لوگ علم حاصل کر رہے ہیں، دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایک اکائی کی طرف ایک ہی نصاب کو فالو کر رہے ہیں۔ انڈونیشیا کا ذکر کرنا میں بھول گیا، وہاں بھی جامعہ ہے۔ پس یہ اکائی بھی خلافت کے نظام کی وجہ سے ہے۔ پھر قرآنِ کریم کے تراجم ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں۔ ہر ایک کو اسلام کی حقیقی تعلیم اور قرآنِ کریم کا حقیقی پیغام اُن کی اپنی زبان میں پہنچایا جا رہا ہے۔ پھر مختلف لٹریچر ہے۔ پھر ایم۔ٹی۔اے کا ذکر پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعہ سے تو تربیتی اور تبلیغی کام بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کچھ واقعات پیش کئے تھے۔ بعض کچھ واقعات اور بھی ہیں جو پیش کرتا ہوں۔

کویت سے منصور صاحب ہیں لکھتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ہی لکھا ہے کہ میں نے تین ماہ سے ایم۔ٹی۔اے دیکھنا شروع کیا جس نے مجھے اندھیروں اور توہمات سے نکال کر روشنی عطا فرمائی۔ نماز جو اس سے قبل ایک جسمانی exercise سے زیادہ کچھ نہ لگتی تھی، اب اس میں روحانی لذت محسوس ہوتی ہے۔ اب یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قریش کے درمیان ہوں۔ کیونکہ جن لوگوں سے بھی میں بات کرتا ہوں، وہ میری مخالفت کرتے اور کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور جس بات نے مجھے احمدیت کی صداقت کا قائل کیا ہے وہ مولویوں کا جماعت کے خلاف جھوٹ بولنا ہے۔ جب میں نے تحقیق کی تو دیکھا کہ آپ لوگ حق وصداقت پر ہیں۔

پھر مراکش سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری والدہ اَن پڑھ ہیں اور احمدیت کے بارے میں بالکل کچھ نہیں جانتیں۔ تاہم ایک روز میں ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر بے اختیار کہنے لگیں کہ یہ تو انبیاء جیسی صورت ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ خیال کیسے آیا۔ کہنے لگیں کہ بس میرے دل کا یہ احساس ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل ظاہر کرتا جاتا ہے۔

پھر مصر سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ میں نے پانچ چھ سال قبل خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھے زور سے بھینچا اور مجھے ایک خالی جگہ لے گئے۔ اُس وقت بعض خاص حالات کی وجہ سے میں غصہ میں تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سامنے والی عمارت کی طرف دیکھو۔ اُسی وقت وہاں سے ایک شیطان کی سی شکل کا مسخ شدہ انسان نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ جب انسان غصہ میں ہوتا ہے تو اُس وقت یہ شیطان اُس پر غالب ہوتا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ غصہ نہ کیا کرو۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ پھر آپ نے مجھے گلے لگایا اور چلے گئے۔ میں خوشی سے کہنے لگا کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرما رہے تھے۔ پھر کہتے ہیں جب میں جاگا تو سوچنے لگا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل تو نہیں تھی۔ میں نے کسی اور کو خواب میں دیکھا ہے۔ مجھے اُس وقت کچھ سمجھ نہ آئی۔ کچھ مدت کے بعد میں ٹی وی پر چینل بدل رہا تھا تو میں نے اپنے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی۔ میں نے کہا۔ خدایا یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے باوجود میں نے بیعت نہ کی۔ یہ چار سال قبل کی بات ہے۔ اب چند دن پہلے کی بات ہے کہ میں نیند سے جاگا تو کسی کو زور سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ تم ہر چیز پر ایمان رکھتے ہو، مگر مرزا غلام احمد قادیانی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رسول بنا کر بھیجا ہے، اُن پر ایمان نہیں لاتے؟ کہتے ہیں میں اُٹھا اور میں نے اپنے بچوں کو کہا کہ تم لوگ آج سے احمدی ہو۔ میں اس بات کی تمہیں اور اپنی اہلیہ کو وصیت کرتا ہوں۔ اگر تمہیں موت آئے تو احمدی ہونے کی حالت میں آئے۔

پھر اردن سے ہمارے تمیم صاحب لکھتے ہیں کہ حنان صاحبہ ایک کویتی خاتون ہیں اور وہ اردن میں ایم فِل کر رہی ہیں۔ اُن کا جماعت سے تعارف ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ ہوا۔ بیعت کے بعد اُنہیں حقیقۃ الوحی دی گئی جو انہوں نے کویت واپس جاتے ہوئے جہاز میں پڑھنی شروع کر دی۔ بعد میں انہوں نے مجھے میسج (message) بھیجا کہ میں اس کتاب کو پڑھتی جا رہی تھی اور روتی جا رہی تھی۔ جو چاہے سورج کی لطیف اور روشن کرنوں سے منہ موڑ لے اور جو چاہے اُس سے لطف اندوز ہو لے۔ شکریہ کہ آپ لوگوں نے مجھے سورج دکھایا۔

پھر الجزائر سے اسامہ صاحب کہتے ہیں کہ حال ہی میں مجھے بیعت کی توفیق ایم۔ٹی۔اے دیکھنے سے ملی جہاں ''حوار المباشر'' پروگرام میں وفاتِ مسیح کی بات ہو رہی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ واقعی حضرت مسیح عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں یا ابھی تک زندہ ہیں۔ بہرحال ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام خصوصاً ''لقاء مع العرب'' میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زبانی بڑی واضح اور معقول تفسیرِ قرآن سنی۔ اس پروگرام میں مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر بھی نظر آئی، جسے دیکھ کر مجھے ایک پرانی خواب یاد آ گئی کہ میں سونے کی چارپائی پر لیٹا ہوں اور ایک داڑھی والے بزرگ میرے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ایم۔ٹی۔اے پر حضور علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہی وہ بزرگ تھے اور یقین ہو گیا کہ جماعت سچی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے بتایا کہ ان آیات میں بار بار اطاعت کا ذکر آتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اور یہاں فرمایا کہ معروف فیصلے پر عمل کرو۔ اور معروف فیصلہ وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے۔ یہ واقعات جو میں نے چند لوگوں کے سنائے ہیں جنہوں نے بیعت کی اور اپنے ایمان اور اخلاص میں اتنا بڑھ رہے ہیں اور خلافت سے محبت اور وفا میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور یہ سوال یا چوں چراں نہیں کرتے بلکہ خلافت کی طرف سے جو بات کی جاتی ہے اُس کو ہمیشہ معروف فیصلہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ معروف فیصلہ وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ کبھی شریعت کے خلاف فیصلہ نہیں دے گا۔ کیونکہ خلیفہ کا کام ہی نبی کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔ جب مسیح موعود کی آمد کے ساتھ خلافت علی منہاج النبوۃ کے دائمی ہونے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کے تسلسل کو خلافت نے ہی جاری رکھنا ہے۔ پس خلافت سے وابستہ ہونا اور اس کی باتوں پر عمل کرنا ہر اُس شخص کا کام ہے جو اپنے آپ کو بیعت میں شامل کرتا ہے۔ ہر اُس مؤمن کا فرض ہے جو اپنے آپ کو خلافت کے انعام کا حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔

بعض واقعات میں نے سنائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی بھی فرمائی۔ اور بہت سارے ایسے واقعات بھی آتے ہیں کہ انہوں نے خلیفہ وقت کو بھی دیکھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ خلافت کا نظام ہی ہے جو اب جاری ہو چکا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی ہے کہ یہ جاری رہنا ہے۔ میں نے سارے واقعات بیان نہیں کئے بلکہ ایک آدھ سنایا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورت پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ اسلام کی ترقی اب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے، نہ کہ کسی مولوی یا کسی گروہ اور کسی حکومت کے ساتھ۔ پس یہی وجہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دنیا کا رہنما بنایا ہے جو حقیقی اسلام پیش کر رہی ہے، جو خاتم الخلفاء کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی شرط کو پورا ہوتے دیکھ رہی ہے، جو انفرادی اور اجتماعی عبادتوں میں بھی ترقی کر رہی ہے اور روحانی اور مالی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہے، مالی ور جانی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے بھی دکھا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ فرمایا تھا، اُس کی شرطیں پوری کرنے والے تو پیدا ہوتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی تھی، وہ تو پوری ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن ہر احمدی کو یہ فکر بھی ہونی چاہئے کہ وہ اور اُس کی نسلیں کہیں اس شرط کو پورا نہ کر کے انعام سے محروم نہ ہو جائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس بڑے فکر کا مقام ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ قافلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی ترقی کو نہیں روک سکتی۔ پس جیسا کہ میں نے کہا دعاؤں کے ساتھ اور قربانیوں کے ساتھ اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو اس کا حصہ بنائیں، اس کی برکات سے فیضیاب ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور وہ مشن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت اسوے کو دنیا پر ثابت کرنا۔ قرآنِ کریم کی روشن تعلیم کو دنیا کو بتانا۔ مسلمانوں کو بھی دینِ واحد پر جمع کرنا اور غیر مسلم کو بھی خدا تعالیٰ کے آگے جھکانا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اُٹھیں اور اپنے اس فریضہ کو پورا کرنے کے لئے صرف منہ سے نہیں بلکہ اپنے ہر عمل سے اس کوشش میں جت جائیں۔ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عملی مظاہرہ کر کے اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جنہوں نے قیامت تک اس وعدے کے پورا ہونے کا مصداق بنتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر 45 منٹ تک جاری رہا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی حاضری کا اعلان فرماتے ہوئے بتایا کہ امسال مجموعی طور پر 4027 حاضری ہے۔ اور اس میں بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 181 ہے اور 64 غیر از جماعت مہمان بھی شامل ہوئے۔

بعد ازاں افریقن احباب نے اپنے روایتی انداز میں دعائیہ نظم کی صورت میں اپنا پروگرام پیش کیا۔ پھر خدام الاحمدیہ کے مختلف گروپس نے باری باری دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

....

بیعت کی تقریب

پروگرام کے مطابق حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوپہر دو بجے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جو MTA پر Live نشر ہوئی۔ آج دس مرد احباب اور چار خواتین نے بیعت کی سعادت پائی۔ مرد احباب نے حضورانور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھا جبکہ خواتین لجنہ کی مارکی میں بیعت میں شامل ہوئیں۔ ان بیعت کرنے والوں میں تین آسٹریلین، ایک جرمن، دو انڈین، چھ پاکستانی، ایک فیجین اور ایک Vanuatu کا باشندہ شامل تھا۔ اس کے علاوہ جلسہ میں شامل تمام حاضرین اس دستی بیعت میں شامل ہوئے۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا یہ تاریخی جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے تاریخ ساز ہے۔ اس برّ اعظم پر یہ دوسرا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہے اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات وخطابات MTA پر اس سرزمین سے Live نشر ہوئے ہیں۔ آسٹریلیا سے Live نشریات کا یہ سگنل دو سیٹلائٹس، دو ٹیلی پورٹس اور BT ٹاور کے واسطہ سے MTA لندن تک پہنچا اور پھر وہاں سے قریباً بارہ سیٹلائٹس کے ذریعہ دنیا کے تمام ممالک اور زمین کے کناروں تک پہنچا۔ اس طرح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ سے خطابات اور خطبہ جمعہ مجموعی طور پر قریباً پندرہ سیٹلائٹس اور ٹیلی پورٹ وغیرہ کے ذریعہ ساری دنیا میں پہنچا ہے۔

پھر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے دنیا کے 24 مختلف ممالک سے وفود اور احباب اور فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے یہاں پہنچے۔ بعض احباب اور فیملیز تو بیس سے پچیس گھنٹے کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز طے کر کے آسٹریلیا پہنچے۔

اس تاریخی جلسہ سالانہ میں بنگلہ دیش، برونائی، میانمار (برما)، کینیڈا، فجی، سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا، ڈنمارک، پاپوانیوگنی، جرمنی، غانا، انڈیا، جاپان، ماریشس، نیوزی لینڈ، ناروے، پاکستان، سیرالیون، سالومن آئی لینڈز، تنزانیہ، یوکے اور Vanuatu، اس طرح آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے 24 ممالک سے 181 احمدی احباب مرد وخواتین اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

پھر اندرون ملک سے بھی سڈنی کے علاوہ میلبورن، کینبرا، ایڈیلیڈ، برزبین، ڈارون، پرتھ اور بعض دوسرے مقامات سے احباب جماعت بڑے لمبے سفر طے کر کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پہنچے۔ فاصلہ کی دُوری کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آسٹریلیا کے اندر ہی Darwin اور Perth کے شہروں سے بذریعہ ہوائی جہاز آنے والے احباب پانچ سے چھ گھنٹے کا ہوائی جہاز کا سفر طے کر کے پہنچے ہیں۔ اگر یہ احباب بذریعہ سڑک آتے اور دن رات سفر کرتے تو پھر ایک طرف کا سفر چار دن کا ہے۔

بیرونی ممالک سے جو لوگ بڑے لمبے سفر طے کر کے

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

یہاں پہنچے ہیں انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ہم اتنے لمبے سفر طے کر کے صرف اس لئے اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا اس جلسہ میں شمولیت فرما رہے ہیں۔ اگر ہمارے کوئی عزیز بھی یہاں ہوتے تب بھی ہم اتنا لمبا سفر کر کے یہاں آنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ خلیفۂ وقت سے ایک محبت اور کشش ہے جو انہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ للّٰہی سفر ان سب کے لئے خیر و برکت کا موجب بناوے۔ آمین

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے اپنے دفتر تشریف لائے۔ فیملی ملاقاتوں سے قبل مسجد کے بیرونی احاطہ میں ''احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا'' اور ''احمدیہ انجینئرز اینڈ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن آسٹریلیا'' کے ممبران نے دو علیحدہ گروپس میں حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج شام کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 46 فیملیز کے 161 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیاں اور احباب آسٹریلیا کی جماعتوں کینبرا (Canbera)، بلیک ٹاؤن (Black Town)، مارزڈن پارک (Marsden Park)، سڈنی، Mount Druitt سڈنی اور وکٹوریہ (Victoria) سے آئے تھے۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا سے آنے والے چھ احباب نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ان سبھی ملاقات کرنے والوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں نے اپنے آقا سے چاکلیٹ حاصل کیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 15 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الہدیٰ تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

آسٹریلیا کے نیشنل ریڈیو ABC اور نیشنل ٹیلی ویژن کے نمائندہ نے جمعۃ المبارک کے روز 4 / اکتوبر 2013ء کو مسجد بیت الہدیٰ آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو انٹرویو لیا تھا وہ آج کے دن ABC ریڈیو پر نشر ہوا۔ یہ نیشنل ریڈیو صرف آسٹریلیا میں ہی نہیں بلکہ سارے ایشین پیسفک (Asian Pacific) میں سنا جاتا ہے۔

اے بی سی ریڈیو پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو کے حوالہ سے خبر نشر کی گئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو کے مختلف clips بھی نشر ہوئے۔ ''جماعت احمدیہ کے عالمی رہنما کی پاکستان میں جاری فرقہ وارانہ مظالم پر اظہار تشویش'' کے عنوان سے یہ خبر اے بی سی ریڈیو کی ویب سائٹ پر بھی ڈالی گئی ہے۔

نیوز کاسٹر نے خبر نشر کرتے ہوئے کہا: احمدی مسلمانوں کیلئے اپنے لیڈر سے ملنا ایک غیر معمولی اور خاص موقع ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کا گزشتہ چھ سال میں آسٹریلیا کا یہ پہلا دورہ ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی اس جماعت کے قریباً پانچ ہزار پیروکار آسٹریلیا میں موجود ہیں جبکہ اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا میں ان کی تعداد کئی ملینز ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ہفتہ کے آخر پر سڈنی کے مغربی حصہ میں واقع مسجد کے دورہ کے دوران مرزا مسرور احمد نے خبردار کیا کہ اگر سیریا میں جاری تصادم میں بڑی طاقتیں بھی شامل ہو گئیں تو یہ تصادم بے قابو ہو سکتا ہے۔

خبر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو میں سے درج ذیل clip سنایا گیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حال ہی میں تین چار ہفتے قبل میں نے ایک خطبہ دیا تھا۔ اس خطبہ کا سات، آٹھ یا اس سے بھی زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ خطبہ میں مَیں نے واضح طور پر بتایا تھا کہ شام کی صورتحال میں فریقین یعنی حکومت اور عوام دونوں کو ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ وہ پہلے ہی اپنے ملک کا امن برباد کر چکے ہیں اور اپنے ملک کو مزید تباہ کر رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ تباہی پورے خطہ میں پھیلے گی۔ اور مجھے ڈر ہے کہ یہ تباہی ساری دنیا میں بھی پھیل سکتی ہے جو کہ تیسری جنگِ عظیم کا باعث بن سکتی ہے۔

اس کے بعد نیوز کاسٹر نے کہا کہ: جماعت احمدیہ ایک لمبے عرصہ سے شدت پسندی کی مذمت کر رہی ہے۔ اس جماعت کے مطابق اسلام امن کو فروغ دینے والا مذہب ہے۔ مرزا مسرور احمد نے کہا کہ اگر عالمی سطح پر اکٹھے ہو کر کام کیا جائے تو سیریا اور دیگر علاقوں میں شدت پسندی کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو کا ایک حصہ سنایا گیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **انتہا پرست تو ہمیشہ سے ہی رہے ہیں لیکن ان کی اکثریت نہیں ہے۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی بھی تنظیم یا ان ممالک کے پاس اسلحہ یا بارود کی انڈسٹری نہیں ہے۔ یہ اسلحہ کہاں سے حاصل کر رہے ہیں؟ واضح ہے کہ یہ مغرب سے حاصل کرتے ہیں۔ یا تو مشرقی یورپ کے ذریعہ یا پھر خفیہ طور پر لین دین ہوتا ہے جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ تو اگر بڑی طاقتیں اس شدت پسندی کو قابو میں رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ شدت پسندوں کے پاس تیل کا پیسہ نہیں ہے۔ وہی ممالک جن کے پاس تیل کا پیسہ ہے یا جو نسبتاً زیادہ دولتمند ہیں ایسے لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسے شدت پسند بدعزائم کو پورا کر رہے ہیں۔**

پھر نیوز کاسٹر نے کہا کہ: لیکن اس روحانی رہنما کی اصل توجہ اپنی جماعت پر ہے۔ بہت سے افراد کو پاکستان میں جہاں سے اس فرقہ کا اصل تعلق ہے وہاں احمدیوں پر جاری مظالم پر تشویش ہے۔

اس کے بعد خبر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو میں سے ایک کلپ (clip) نشر کیا گیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **2010ء میں ہماری دو مساجد میں تقریباً 90 لوگ شہید ہو گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ وقفہ وقفہ سے بلکہ ہر دوسرے ہفتہ مجھے کسی نہ کسی احمدی کی شہادت کی خبر ملتی ہے۔ پس ان مظالم کا سلسلہ جاری ہے اور یہ ظلم اس وقت تک تھم نہیں سکتا جب تک پاکستان میں کالے قانون کا خاتمہ نہ ہو۔**

اس کے بعد نیوز کاسٹر نے کہا: مرزا مسرور احمد نے کہا ہے کہ انڈونیشیا میں بھی مسلمان مُلّاؤں کی شدت پسندی سے بھی ہماری جماعت مسلسل متأثر ہو رہی ہے۔ بعض خاص علاقوں میں جہاں انتظامیہ ہمارے خلاف ہے وہاں ہمارے لئے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ وہاں کے مولوی مشتعل ہیں اور جب بھی ان کو موقع ملتا ہے وہ سخت شور و غوغا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے کچھ عرصہ پہلے ہمارے تین احمدیوں کو مار مار کو شہید کر دیا گیا تھا۔

نیوز کاسٹر نے بتایا کہ: دورۂ آسٹریلیا کے بعد مرزا مسرور احمد لندن، جہاں وہ پاکستان سے باہر جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، واپسی سے پہلے نیوزی لینڈ اور جاپان بھی جائیں گے۔

نیشنل ریڈیو کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لکھوکھا لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔

....

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ 2

بارے میں کہتا ہے) مجھے اس کا اقرار ہے۔ مَیں اس بات کو مانتا ہوں کہ دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ کوئی پرمیشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام رکھتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے ان کے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ نرا دعویٰ ہے جس کے ساتھ عملی شہادت کوئی نہیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 608-607۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا کہ اس زبانی دعویٰ کو عملی شہادت کے ساتھ سجایا جائے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ بھروسہ ہرگز اُس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر کچھ اَور ہے اور دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔''

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 292-291 حاشیہ)

پس ہم جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کی طرف منسوب کرنے والے ہیں، اس کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جسے احیاءِ دین کے لئے بھیجا گیا تھا، جسے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے بھیجا گیا تھا، بندوں کا تعلق جڑوانے کے لئے بھیجا گیا تھا، ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمانوں کا معیار کیا ہے؟

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''انسان کی فطرت میں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ جس چیز پر یقین لاتا ہے اس کے نقصان سے بچنے اور اس کے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتّی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان باللہ کے ہیں۔ اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے۔ مگر نہیں۔ یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے، ایمان کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے اور دھوکا کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ مَیں خدا کو مانتا ہوں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے اس ایمان کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے۔ یعنی اس کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اُس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے احکام کے خلاف ہو۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 608۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ علیہ السلام حقیقی ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''حقیقی ایمان ایک موت ہے۔ جب تک انسان اس موت کو اختیار نہ کرے، دوسری زندگی مل نہیں سکتی۔''

فرمایا: ''جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو نفس نے دھوکا دیا ہے۔ دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے''۔ ڈاکٹر کے نسخے کے مطابق جو دوا ہے، وہی کھائی جائے تو تبھی امید رکھی جا سکتی ہے کہ صحت بھی ہو۔ فرمایا ''مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے''۔ اگر کوئی طبیب یا ڈاکٹر کہتا ہے کہ دوائی کا دس تولہ استعمال کرے۔ ''اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 648۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہئے کہ مَیں مالدار ہو جاؤں گا، مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔ یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ بعض وقت مصلحتِ الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی، طرح طرح کے آفات، بلائیں، بیماریاں اور نامرادیاں لاحق ہوتی ہیں، مگر اُن سے گھبرانا نہ چاہئے۔ موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے۔ اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے، بادشاہی میں بھی مرنا ہے۔ اس لئے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہئے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 220۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے۔ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے۔ لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اَور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں اُن پر خاص تجلّی کرتا ہے۔ اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چُور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لیے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دُور ہے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہوگا۔ مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ مَیں تو زبان ہی سے کہتا ہوں، دل میں ڈالنا خدا کا کام ہے۔''

فرمایا کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی؟ مگر ابوجہل اور اس کے امثال نہ سمجھے۔ آپ کو اس قدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء: 4) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو کس قدر ہمدردی تھی۔ آپؐ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ بچ نہ سکے۔ حقیقت میں مُعلّم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دیوے۔ دل کی کھڑکی تو خدا کے فضل سے کھلتی ہے۔ نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہو۔ جو صاف دل نہیں وہ اُچکّا اور ڈاکو ہے۔ خدا تعالیٰ اسے بُری طرح مارتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 65۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''بیعت میں انسان زبان کے ساتھ گناہ سے توبہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس طرح سے اس کا اقرار جائز نہیں ہوتا جب تک دل سے وہ اقرار نہ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کی جاتی ہے تو وہ اُسے قبول کر لیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (البقرة:187) یعنی مَیں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اُس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ مَیں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر مجھے اپنے بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور سب دوستوں سے قطع تعلّق ہی کرنا پڑے مگر مَیں خدا تعالیٰ کو سب سے مقدّم رکھوں گا اور اُسی کے لئے اپنے تعلقات چھوڑتا ہوں۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کیونکہ انہی کی توبہ دلی توبہ ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حقوق العباد کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ دین کے دو ہی حصے ہیں، ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ اُن کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور اُن کے لئے دعا کرنا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 146 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ: ''شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ اگر کوئی بدقسمت نہ ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے'' (یعنی اگر بہت ہی بدقسمت ہو تو اور بات ہے، ورنہ حقوق اللہ تو بعض لوگ ادا کر دیتے ہیں۔ کیوں کر دیتے ہیں؟) ''اس لئے کہ وہ'' (یعنی خدا تعالیٰ) ''تم سے کھانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں۔ وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہٗ لاشریک خدا سمجھو۔ اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اس کے مُرسَلوں پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرو۔'' فرمایا: ''لیکن حقوق العباد میں آ کر مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ جہاں نفس دھوکہ دیتا ہے۔ ایک بھائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے۔ مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبّہ نہ ملے۔ سب کچھ مجھ ہی کو مل جاوے۔ غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ آدمی دوسرے کے حقوق تلف کرنے والا ٹھہرے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جس کے لیے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 371۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی فرمایا کہ تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سے کبھی ایسے عمل نہ کروائے جو بندوں کے حقوق مارنے والے ہوں۔ فرمایا: جو شخص حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔'' (جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق نہیں ادا کرتا، وہ اللہ کے حقوق بھی چھوڑ دیتا ہے۔ بھول جاتا ہے پھر) ''کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امرِ الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔'' فرمایا: ''خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں، یعنی اوّل تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوقِ الٰہی کی بہبودی کا خیال۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 180۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حقوق العباد میں ایک تو قریبیوں کا خیال ہے جن میں سب سے بڑھ کر ماں باپ اور اُن کی اطاعت کرنا، اُن کا خیال رکھنا۔ دوسرے عامّۃ الناس کا خیال رکھنا، اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا۔

فرمایا: ''نوعِ انسان پر شفقت اور اُس کی ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 438۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

لوگوں سے ہمدردی کرنا، اُن کے کام آنا یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ فرمایا اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی مل جاتا ہے۔

پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو قرض داروں کے قرض دو اور زیر باروں کے بار اُٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 434)

یعنی صرف اپنے مذہب والوں کی نہیں، ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرو، انسانیت کی خدمت کرو۔ ہر ایک کے کام آؤ، غلاموں کو آزاد کرواؤ، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، حقیقی ادراک حاصل کرو محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں، کا۔

فرمایا: ''تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے حقیقی اور سچی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اِخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔ جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 67۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 217۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں۔ ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ:

''حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ یا بیٹا۔ مگر ان سب میں ایک دینی اخوّت ہے۔ اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔''

فرمایا کہ: ''بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔'' اب جہاں عارضی جھگڑے اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، وہاں تو دشمنیاں نہیں ہوتیں۔ اب سوچ لیں کس قدر ہمارا حق ہے ایک دوسرے پر؟ کیونکہ پہلا یہی بتایا ہے کہ تمہارا جو دینی بھائی ہیں اُن کا تمہارے اوپر حق ہے۔ آپس میں محبت پیدا کرنی ضروری ہے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) پر عمل کرنا ضروری ہے۔

فرمایا کہ: ''جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (المؤمن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنّت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔'' آپ فرماتے ہیں کہ مجھے میرا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ''ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اُس کے ساتھ ملایا جاوے۔'' (یعنی جس طرح شرک سے بیزار ہے اسی طرح اس سے بھی بیزار ہے کہ بلاوجہ کی دشمنی ہو اور اُن کے حق نہ ادا کئے جائیں۔) فرمایا کہ: ''ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔'' (یعنی ایک جگہ وہ علیحدگی نہیں چاہتا اور ایک جگہ وہ ملاپ نہیں چاہتا) ''یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔'' (یعنی جو دو برائیاں ہیں، وہ نہیں چاہتا کہ بنی نوع کی آپس میں علیحدگی ہو، پھوٹ پڑے، دشمنیاں پیدا ہوں۔ اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، یہ دو برائیاں بہت بڑی برائیاں ہیں) ''اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیروں میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رِفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہئے۔ کیونکہ خدا کی یہ شان ہے 'بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم'' کہ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی وہ کریم خدا بخش دیتا ہے۔

''پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔ فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 69-68۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ معیار ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم سے امید ہے اور ہم سے توقع ہے اور ہم سے چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں حقیقی تقویٰ عطا فرمائے، وہ تقویٰ جو ہر بڑی نیکی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی کو بجا لانے کی طرف اور چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بچنے کی طرف ہمیں توجہ دلانے والا ہو۔ ہر برائی سے ہمیں بچانے والا ہو۔ وہ تقویٰ جو خدا تعالیٰ کی خشیت ہمارے دلوں میں پیدا کرے۔ وہ ایمان ہمیں نصیب ہو جو ہمارے زبانی اقرار سے بڑھ کر ہمارے قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے والا ہو۔ ہم اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے نہ ہوں بلکہ ہمارا ہر عمل ہمارے ایمان کی عملی شہادت دینے والا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہم عمل کرنے والے ہوں۔ نہ ہی ہم بدبختوں کی مجلس میں بیٹھنے والے ہوں اور نہ ہی ہماری صحبت اور مجلس کسی کو بدبخت بنانے والی ہو۔ ان دنوں میں ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اپنے جائزے لیتے رہیں، یہ ہر ایک کو دیکھنا چاہئے اور دن رات ان جائزوں میں گزاریں کہ کس حد تک ہم اُن نصائح پر عمل کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمائی ہیں۔ جو پاک تبدیلیاں ہم میں پیدا ہوں، تقویٰ کی ترقی کی طرف ہمارے قدم اُٹھیں، ہمیں ان کے جائزے لینے چاہئیں۔ یہ تبدیلیاں ہمارے ایمان و ایقان میں ترقی کا مستقل حصہ بن جائیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ ہو تو ایسی توجہ ہو جو دائمی ہو۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کو ہر پناہ پر فوقیت دینے والے ہوں۔ ہم اپنے حق بیعت کو ادا کرنے والے ہوں اور اپنے عَہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔

اگر آج ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ سو سالہ جوبلی منا رہی ہے تو اس کا فائدہ تبھی ہے جب یہ سو سال ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننے والے ہوں اور ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ نسلوں میں بھی ہم اُس تعلیم کو جاری رکھیں گے، اُن خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں، ورنہ یہ جوبلیاں اور یہ فنکشن اور یہ دعوے اور نعرے کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ دشمن کا ہر منصوبہ اللہ تعالیٰ دشمن پر الٹائے اور دنیا میں ہر جگہ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ دشمن کے شر سے بچائے۔ چلتے پھرتے اور نمازوں میں ان دعاؤں کی طرف خاص توجہ رکھیں۔ جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا اپنے جلسہ کے آنے کے مقصد کو پورا کرنے کی ہر لمحہ کوشش کریں۔

دنیائے اسلام کے لئے بھی خاص دعا کریں۔ اپنی غلطیوں کی وجہ سے، اپنے ایمانوں میں کمزوریوں کی وجہ سے، ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے حکمران رعایا کے حقوق مار رہے ہیں اور رعایا حکمرانوں کے ساتھ ظلم کر رہی ہے، یا ان کے حق ادا نہیں کر رہی اور حکمران جو ہیں رعایا پر ظلم کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت بہت سے مصائب میں دنیائے اسلام گھر چکی ہے۔ غیروں کو موقع دے رہے ہیں کہ امن کے نام پر اُن کو کمزور تر کرتے چلے جائیں۔ لیکن اب لگتا ہے کہ بات یہاں تک نہیں رہے گی۔ اگر یہی اسی طرح بڑھتے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ دنیا کا امن بھی تباہ ہو جائے اور یہ دنیا کا امن جنگ کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر شر سے انسانیت کو بچائے اور اگر کوئی ایسی چیز مقدّر ہے تو اس کی وجہ مسلمان نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔

اب دعا کریں۔

❁ .... ❁ .... ❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

گیمبیا میں ایمان افروز واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24، 26 اور 28/اپریل 2010ء میں مکرم داؤد احمد حنیف صاحب مبلغ سلسلہ نے گیمبیا میں قیام کے دوران اپنی زندگی کے ایمان افروز واقعات بیان کئے ہیں۔ ان واقعات میں سے انتخاب گزشتہ شمارہ سے ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔

آپ رقمطراز ہیں کہ جب خاکسار کو دوبارہ گیمبیا بھجوایا گیا اور باتھرسٹ (دارالحکومت) سے جارج ٹاؤن کو روانہ ہوا تو خاکسار کے پاس لوہے کی ایک چارپائی اور کچھ ذاتی سامان تھا۔ 120 میل کا سفر تو آرام سے گزر گیا اور ہم سومہ ٹاؤن پہنچ گئے۔ یہاں سے آگے سڑک خراب تھی اور ٹرانسپورٹ بھی بمشکل ملتی تھی۔ مغرب کے بعد اندھیرا ہونے لگا۔ خاکسار اکیلا غیرملکی اپنے سامان کے ساتھ سڑک کے کنارے کھڑا تھا کہ ایک لینڈ رُوور کھڑی ہوئی اور کنڈکٹر نے پاکلیبا جانے کی آواز لگائی۔ یہ جگہ جارج ٹاؤن کی جانب قریباً 24 میل دُور تھی جبکہ جارج ٹاؤن وہاں سے 70 میل کے فاصلہ پر تھا۔ خاکسار اس پر سوار ہوگیا کہ چلو مزید کچھ حصہ سفر کٹ جائے گا۔ سامان انہوں نے چھت کے اوپر باندھ لیا اور ہم عشاء کے بعد پاکلیبا پہنچ گئے۔ گھُپ اندھیرے میں سڑک کے کنارے کھڑا ہوکر آگے جانے والی کسی ٹرانسپورٹ کی انتظار شروع کی۔ اچانک ایک پیٹرول ٹینکر آکر رُکا۔ وہ بصّے جارہا تھا جو جارج ٹاؤن سے پچاس میل آگے واقع ہے۔ اُن سے لے جانے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ وہ مجھے دریا کے کنارہ تک لے جاسکتے ہیں۔ خاکسار نے کرایہ ادا کیا تو انہوں نے میری لوہے کی چارپائی ٹینک کے ساتھ باندھ دی اور ہم روانہ ہوگئے۔ قریباً 20 میل کا سفر طے کیا تھا کہ عین جنگل میں ٹینکر خراب ہوگیا۔ ایک گھنٹہ نقص ٹھیک کرنے میں لگا اور رات 4 بجے مَیں دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ میرا سامان انہوں نے اُتار دیا۔ خاکسار اپنے سامان کے پاس جنگل میں اکیلا کھڑا تھا۔ آبادی ایک میل دُور تھی۔ جنگلی جانوروں کا بھی خطرہ تھا۔ لیکن دریا ایک فیری کے ذریعہ پار کرنا ہوتا تھا اور فیری صبح نو بجے کام شروع کرتی تھی۔ سامان کے باعث خاکسار پیدل کہیں جا بھی نہیں سکتا تھا۔ اردگرد جنگل ہونے کے باعث بڑا خوفناک نظارہ تھا۔ مگر رات کے چار بجے کہیں اور جایا نہیں جاسکتا تھا چنانچہ خداتعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے خاکسار نے اپنی چارپائی وہیں سڑک کے کنارے بچھائی اور اپنے صندوق کا سرہانا بناکر لیٹ گیا اور یہ سوچتے ہوئے سو گیا کہ جنگل سے کوئی جانور یا کوئی چور وغیرہ اگر آ ہی گیا تو دُور سے خاکسار کو ایسے لیٹے ہوئے پائے گا تو حملہ کرنے سے گھبرائے گا کہ جو شخص اس طرح اکیلا یہاں پڑا ہوا ہے اس میں کوئی بات ہے اس کے قریب نہیں جانا چاہئے۔

پھر صبح پہلی فیری پر دریا پار کیا اور لوکل ٹرانسپورٹ کے ذریعہ مشن ہاؤس پہنچ گیا۔ ان دنوں مکرم مرزا محمد اقبال صاحب وہاں پر متعین تھے۔ وہ بیچارے سخت پریشان ہوئے کہ یہ سفر تو دن کے وقت بھی بہت مشکل ہوتا ہے اور مَیں صبح سویرے کیسے پہنچ گیا۔ خیر ہم نے بخیریت پہنچنے پر خداتعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔

خاکسار کا جارج ٹاؤن میں دوسرا دَور شروع ہوا تو تبلیغ وتربیت کا کام پوری سنجیدگی سے شروع کیا اور اس مقصد کے لئے زمین کا حصول بھی ٹارگٹ تھا۔ چنانچہ خاکسار نے اس ضمن میں دو اطراف میں کام شروع کیا۔ ایک تو گورنمنٹ سے Lease پر دو ایکڑ کا پلاٹ آبادی کے کنارے پر لینے کی درخواست دی اور دوسری طرف قصبہ کے اندر ایک پلاٹ کے حصول کی کوشش شروع کی۔ لوگوں میں جماعت کے خلاف بہت ردّعمل تھا اور یہ لوگ ابھی تک اسی کوشش میں تھے کہ احمدی مبلغ کو یہاں سے نکال باہر کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں پلاٹ مل گئے جن پر بعد میں ایک خوبصورت مشن بھی تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

تیسرے دَور میں جب خاکسار کو گیمبیا بھجوایا گیا تو ساتھ میری بیوی، ایک بیٹا اور ایک بیٹی بھی تھی۔ ہم جارج ٹاؤن پہنچے۔ ہماری زمین پر چار کمرے مستطیل شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے مگر اکیلے اکیلے تعمیر شدہ تھے۔ کمرے کی دیواریں کرنٹنگ کی بنی ہوئی تھیں۔ کرنٹنگ ایک سخت قسم کا سرکنڈا ہے جس سے ہمارے ملک میں ٹوکرے بنائے جاتے ہیں۔ ان کی دیوار کھڑی کرکے اس پر سیمنٹ یا چکنی مٹی سے لیپ کر پلستر کردیا جاتا ہے۔ چھت ٹین کی بنی ہوئی تھی۔ اسی طرح دو دروازے بھی ٹین سے بنے ہوئے تھے۔ سامنے ایک لمبا برآمدہ تھا اور اس عمارت سے 20 فٹ پیچھے اسی قسم کا ایک غسل خانہ اور ٹائلٹ بنایا گیا تھا۔ ایک کمرہ رہائش کیلئے، ایک کچن، ایک بطور مسجد اور ایک مہمانوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ سانپ وغیرہ بھی بہت ہوتے تھے۔ احاطہ کی چاردیواری بھی کرنٹنگ کی بنی ہوئی تھی۔ مکان کی چھت زیادہ بلند نہیں تھی اور گرمی انتہا کی پڑتی تھی۔ ہر طرف سیاہ فام لوگوں کا سامنا، زبان بھی نہیں آتی تھی ان حالات میں بیوی بچوں کو سخت خوف اور پریشانی لاحق ہوگئی اور کچھ مہینے گزارنے کے بعد میری اہلیہ صاحبہ نے خاکسار کو بتائے بغیر میری والدہ صاحبہ کو اپنی پریشانی کا خط لکھ کر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا کہ انہیں کسی طرح واپس پاکستان بُلالیں۔ ایسا خط ملنے پر والدہ صاحبہ کو بڑی پریشانی ہوئی لیکن انہوں نے اہلیہ کو وقف کی رُوح کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مشکل کو خدا کی خاطر برداشت کرنے کی تلقین کی اور حوصلہ دلایا اور بیحد دعائیں کیں۔ چنانچہ آہستہ آہستہ ان کا دل وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گیمبیا میں لگ گیا۔ بچے سکول جانے لگے ان کے کچھ دوست بن گئے اور اس طرح حالات سے ان کی صلح ہوگئی اور زندگی نارمل ہوگئی۔ ایک سال انہی حالات میں جارج ٹاؤن رہے۔ پھر صحن میں ایک پختہ عمارت تعمیر کی گئی۔ اس کے افتتاح پر پہلی دفعہ مخالفین بھی کسی جماعتی فنکشن میں شامل ہوئے اور جارج ٹاؤن کی فضا میں کافی تبدیلی آئی۔ جنوری 1978ء میں ہمیں بچی کی پیدائش کے لئے باتھرسٹ آنا پڑا کیونکہ جارج ٹاؤن میں Delivery کی سہولیات میسر نہ تھیں۔

فروری 1978ء میں خاکسار کو امیر گیمبیا مقرر کیا گیا۔ اسی وقت جارج ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر کی تیاری بھی شروع کردی گئی۔ اس کی بنیاد رکھتے وقت خاکسار نے یہاں کے مخالفین کو بھی دعوت دی۔ جن کی اکثریت آ بھی گئی اور ان سے مسجد کی بنیاد میں اینٹیں رکھوائی گئیں۔ مخالف علماء کے اینٹیں رکھنے کی خبر سے ہماری ظاہری مخالفت بھی بند ہوگئی۔ وہاں یہ پہلی مسجد تھی جس پر مینار تعمیر کروایا گیا تھا اور اس پر روشنی کا انتظام بھی کیا گیا۔ اس مسجد کے افتتاح میں بھی بڑے بڑے تمام غیراحمدی مخالفین بھی شامل ہوئے۔ اور وہ جگہ جہاں چندسال پہلے تک مقامی لوگ احمدی مبلغ کے خون کے پیاسے تھے وہاں خیرخواہ پیدا ہونے لگے۔

مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/مئی 2010ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق کراچی میں مذہبی منافرت کی بنا پر ایک اور احمدی مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب کو فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ آپ 18 اور 19 مئی کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے اپنا میڈیکل سٹور بند کرکے گھر جارہے تھے کہ 2 نامعلوم افراد نے موٹرسائیکل پر پیچھا کیا اور روک کر کنپٹی پر فائر کردیا جس سے آپ موقع پر شہید ہوگئے۔ آپکی عمر 48 سال تھی۔ ایک پُرامن شہری تھے اور کسی سے کوئی تنازعہ نہ تھا۔

مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب 1961ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام مکرم علی محمد صاحب مرحوم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے باورچی تھے اور بعدازاں سرگودھا کے ایک چک میں رہائش اختیار کرلی اور ایک عرصہ تک کریانہ کی کامیاب دکانداری کی۔ مرحوم کے والد اپنے خاندان کے واحد احمدی تھے۔ مخالفانہ حالات کی وجہ سے یہ خاندان ربوہ منتقل ہوگیا اور بیٹے روزگار کی تلاش میں مختلف شہروں میں چلے گئے۔ آپ نے ایف ایس سی تک تعلیم حاصل کی اور 1980ء میں کراچی کے حلقہ النور سوسائٹی میں رہائش پذیر ہوگئے اور اسی سال حلقہ گلشن اقبال میں رہائش اختیار کی تھی۔ 25 سال سے میڈیکل سٹور کے کاروبار سے منسلک تھے اور کچھ عرصہ پہلے ہی اپنا میڈیکل سٹور بنایا تھا۔ آپ اپنے حلقہ میں سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری تجنید تھے۔ بہت لگن اور محنت سے خدمت دین بجالانے والے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ، اہلیہ محترمہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم محمد عبداللہ صاحب پیرکوٹی، ایک بیٹا عزیزم فائق احمد اور دو بیٹیاں عزیزہ قرۃ العین (واقفہ نو) اور عزیزہ طوبیٰ حفیظ چھوڑی ہیں۔ سب بچے زیرتعلیم ہیں۔

مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب معاملہ فہم، جماعتی نظام کو سمجھنے والے، سچے اور کھرے انسان تھے۔ جھوٹی بات کو بہت ناپسند کرتے تھے، ٹھنڈے دماغ کے مالک، عاجزانہ زندگی بسر کرنے والے شریف النفس وجود تھے۔ آپ اپنی کاروباری مصروفیات کے باوجود پہلے خدام الاحمدیہ کے دَور میں اور پھر انصاراللہ میں شامل ہونے کے بعد تلاوت قرآن کریم اور جماعتی نظمیں خوش الحانی سے پڑھنے میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ اور آل پاکستان مقابلہ جات میں اکثر پوزیشنز لیا کرتے تھے اور گزشتہ تین سال سے انصاراللہ پاکستان کے علمی مقابلوں میں کراچی کی نمائندگی کرتے رہے اور انعامات حاصل کرتے رہے۔ آپ کو تلاوت قرآن کریم کا خاص شوق تھا۔ کراچی میں ہونے والے مختلف ضلعی پروگرامز میں آپ ہی تلاوت قرآن کریم کیا کرتے۔ مرحوم نے خلافت جوبلی کے موقع پر وصیت کی تحریک میں شمولیت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 21 مئی 2010ء میں آپ کا ذکرخیر فرمایا نیز نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرم رائے عطامحمد منگلا صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 مئی 2010ء میں مکرم رائے عطامحمد منگلا صاحب آف چک 152 شمالی ضلع سرگودھا کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔

یہ مخلص احمدی 16 مئی 2010ء کو وفات پاگئے۔ اس دن آپ مقامی مسجد میں ڈیوٹی دے رہے تھے کہ سول وردی میں پولیس آگئی اور کہا کہ مسجد کھولیں ہم نے کلمہ طیبہ مٹانا ہے۔ مکرم رائے عطامحمد صاحب دروازہ بند کرکے بیٹھ گئے کہ باوردی پولیس نے خود آنا ہے تو آئے اور کوئی دوسرا اندر نہیں آسکتا۔ آپ اگرچہ بوڑھے آدمی تھے اور دل کے مریض بھی تھے مگر اُن کو کہا کہ باوردی پولیس کے علاوہ کوئی اَور اگر آئے گا تو میری لاش پر سے گزر کر اندر جائے گا۔ پولیس بہرحال پھر واپس چلی گئی۔ لیکن کیونکہ آپ دل کے مریض تھے، چنانچہ دل کی تکلیف بڑھ گئی۔ گھر جاکے طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور گھر جاکر ان کو بڑی شدت سے ہارٹ اٹیک ہوا اور تھوڑی ہی دیر میں وفات ہوگئی۔

مرحوم موصی تھے میت ربوہ لائی گئی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

محترم رائے عطامحمد صاحب دو بھائی تھے۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم محمد فیروز منگلا صاحب نمبردار مرحوم نے مکرم ملک نورمحمد صاحب جوئیہ مرحوم کے ذریعہ 1960ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد 1964ء میں محترم رائے عطامحمد صاحب نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ دونوں بھائی خدا کے فضل سے نہایت مخلص اور فدائی احمدی ثابت ہوئے اور دونوں بھائیوں کو مختلف عہدوں پر جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ مکرم رائے عطامحمد صاحب کو ایک لمبا عرصہ بطور سیکرٹری مال کے خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ 1977ء میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لئے دونوں بھائیوں نے مثالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی اور تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 2004ء میں جماعت نے جب دوبارہ مسجد کی توسیع کا فیصلہ کیا تو مرحوم نے دن رات ایک کرکے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کی تحریک فرمائی تو آپ نے بھی وصیت کروالی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مورخہ 19 مئی 2010ء کو ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور 21 مئی کے خطبہ جمعہ میں ذکرخیر فرماتے ہوئے نماز جمعہ کے بعد دوبارہ نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 15, 2013 – November 21, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 15, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's visit to Ghana, West Africa.
02:10	Homeopathy And Its Miracles
02:40	Japanese Service
03:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 9, 1996.
04:10	Muharram
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 350
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor's Tour Of West Africa
07:55	Siraiki Service
08:31	Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
11:50	Ghazwat-e-Nabi
13:00	Live Friday Sermon
14:12	Yassarnal Quran
14:35	Shotter Shondhane
15:45	MTA Varity
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:15	Real Talk
20:15	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon
22:20	Rah-E-Huda [R]

Saturday November 16, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
00:35	Yassarnal Quran
01:05	Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's visit to Ghana, West Africa.
02:10	Friday Sermon: Recorded on November 15, 2013.
03:20	Rah-E-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 357
06:01	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel : An English Programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 28, 2009.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Part 2, recorded on June 15, 1996.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon [R]
12:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A live poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Quran And Science: A seminar on the topic of the Holy Quran and Science.
16:00	Live Rah-E-Huda: A live interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:35	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-E-Huda [R]
22:35	Story Time
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday November 17, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Qadian Address: Recorde on December 28, 2009.
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on November 15, 2013.
04:00	Quran And Science
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 358
06:00	Tilawat & Dars
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Mulaqat with Students: Recorded on May 24, 2013 in Calgary, Canada.
08:00	Faith Matters
09:00	Question and Answer session: Recorded on July 27, 1984.
10:00	Indonesian Service
11:02	Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on March 23, 2012.
12:14	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Friday Sermon: Recorded on November 15, 2013.
14:05	Bengali Reply To Allegation
15:15	Mulaqat with Students [R]
16:10	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Mulaqat with Students [R]
19:30	Real Talk
20:35	Food for Thought
21:15	American Museum Of Natural History
21:55	Friday Sermon: Recorded on November 15, 2013. [R]
23:10	Question and Answer session [R]

Monday November 18, 2013

00:00	World News
00:17	Tilawat & Dars
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Mulaqat with Students: Recorded on May 24, 2013 in Calgary, Canada.
02:10	Food for Thought
02:46	Friday Sermon: Recorded on November 15, 2013.
03:53	Real Talk
04:54	Liqa Maal Arab: Session no. 359
06:01	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel:
07:04	Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's tour to Ghana, West Africa.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma~ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 29, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon, recorded on August 30, 2013.
10:45	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
11:20	Chali Hai Rasm
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:04	Friday Sermon: Recorded on January 28, 2008.
14:04	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
15:43	Seerat Hazrat Masih-e-Ma~ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:25	Real Talk
20:25	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon: Recorded on January 25, 2008.
23:00	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
23:45	World News

Tuesday November 19, 2013

00:05	Tilawat
00:15	Aadab-e-Zindagi
00:55	Al-Tarteel
01:29	Huzoor's Tour Of West Africa
02:25	Kids Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on January 25, 2008.
03:59	Jalsa Salana Qadian 2012 Speech
04:35	Seerat Hazrat Masih-e-Maood
04:54	Liqa Maal Arab: Session no. 360.
06:02	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Mulaqat with Students: Recorded on May 24, 2013 in Calgary, Canada.
08:00	Australian Service: Toowoomba Carnival 2011
08:30	Holy Prophet and Non-Muslims
09:10	Question and Answer Session: Recorded on Junly 27, 1984.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi Translation of Friday Sermon recorded on November 15, 2013.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:02	Spanish Service
15:45	Quran Quiz
16:15	Ghazwat-e-Nabi
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Mulaqat with Students [R]
19:30	Friday Sermon [R]
20:31	Noor-e-Mustafwi
21:00	From Democracy To Extremism
22:00	Ghazwat-e-Nabi
23:03	Question and Answer Session [R]

Wednesday November 20, 2013

00:00	World News
00:17	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Mulaqat with Students: Recorded on May 24, 2013 in Calgary, Canada
02:10	Hamari Taleem
02:31	Noor-e-Mustafwi
02:46	Ghazwat-e-Nabi
03:50	Australian Service: Toowoomba Carnival 2011
04:17	Holy Prophet and Non-Muslims
04:54	Liqaa Maal Arab: Session no. 361.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 354
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 29, 2009.
08:10	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:10	Question And Answer Session: Part 2, recorded on June 15, 1996.
10:16	Indonesian Service
11:16	Swahili Service
12:08	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 25, 2008.
14:00	Bangla Shomprochar
15:01	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:35	Signs Of The Latter Days
16:31	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:29	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 29, 2009.
19:35	Real Talk
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:15	Signs Of The Latter Days
22:10	Friday Sermon: Recorded on January 25, 2008.
23:10	Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.

Thursday November 21, 2013

00:15	World News
00:34	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:59	Al-Tarteel
01:32	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 29, 2009.
02:38	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:18	Quranic Archeology
03:54	Faith Matters
04:53	Liqa Maal Arab: Session no. 364
06:01	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's visit to Ghana, West Africa.
07:55	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class
10:10	Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
12:55	Beacon of Truth
14:00	Friday Sermon: Recorded on November 1, 2013.
15:05	Rights Of Women In Islam
15:35	Maseer-E-Shahindgan
16:10	Tarjamatul Quran Class
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:20	Faith Matters
20:20	Homeopathy And Its Miracles
21:00	Tarjamatul Quran Class
22:10	Rights Of Women In Islam
22:45	Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 08 November , 2013 | Issue No. 45

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ سنگاپور و آسٹریلیا 2013ء

ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے اور ترقی کے لئے قرآنی احکامات کی تلاش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرے اور اس کے لئے ایک جدوجہد ہو۔

(جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب)

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اگر اطاعت نہیں اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ نہیں تو جتنی چاہے کثرت ہو، کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے منسلک کرلیں گے تو ہر احمدی کا علم بھی بڑھے گا۔ ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کرکے اس کا کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔

(جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب)

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ ذیلی تنظیموں کے مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں علم انعامی و سندات خوشنودی کی تقسیم۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ بیعت کی تقریب۔ ABC ریڈیو پر حضور انور ایدہ اللہ کے انٹرویو کے حوالہ سے تفصیلی خبر۔

اس سے نہ صرف آسٹریلیا بلکہ سارے ایشین پیسیفک میں اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

5 اکتوبر بروز ہفتہ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے ''مسجد بیت الہدیٰ'' تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ کا دوسرا روز تھا۔

مستورات سے خطاب

پروگرام کے مطابق بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مستورات سے خطاب کے لئے لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ جونہی حضور انور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے خواتین نے اَھْلاً وَ سَھْلاً وَ مَرْحَبًا کہتے ہوئے اور پُرجوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ رعنا نعمان صاحبہ نے کی اور بعدازاں اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ ھبۃ الشافی صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام

گنہگاروں کے دردِ دل کی بس اِک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت، یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی نے ان طالبات کو میڈل پہنائے۔

جن خوش نصیب طالبات نے یہ میڈل حاصل کئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

عزیزہ شگفتہ علی (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ بشریٰ طارق (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ سارہ غفار چوہدری (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ منسیہ منیر احمد (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ دانیہ بشریٰ چوہدری (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ امۃ النور سبا اسلم (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ نژمل رانا (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ ثمرہ ملک (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ عائشہ مسعود (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ فائزہ احمد منہاس (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ مصباح خالق (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ غزالہ سحر اسلم (ہائرسیکنڈری سکول 1.1 گریڈ کے ساتھ)۔ عزیزہ امۃ الشافی ملیحہ (پاکستان سے فرسٹ پوزیشن میں F.Sc کی)۔ عزیزہ نجمہ عثمان (Advance Diploma of Accounting)۔ عزیزہ امۃ النصیر لبنیٰ احمد (ایڈوانس ڈپلومہ ہومیوپیتھی)۔ عزیزہ فرحانہ فضیلت عرفان (بیچلر آف Management)۔ عزیزہ فرح خان (بیچلر آف میڈیکل سائنس)۔ عزیزہ خولہ احمد (بیچلر آف Food Science)۔ عزیزہ عافیہ ارم (بیچلر آف Applied Design)۔ عزیزہ مریم خالد (بیچلر آف آرٹس)۔ عزیزہ صائمہ احمد منہاس (بیچلر آف میڈیکل ریڈی ایشن سائنسز)۔ عزیزہ عائشہ خالد (بیچلر آف آرٹس)۔ عزیزہ نجم السحر چوہدری (ماسٹر آف Orthoptics)۔ عزیزہ بشریٰ فرح ناصر (ماسٹر آف میڈیکل ریسرچ)۔ عزیزہ مریم حنا اکبر (ماسٹر آف پبلک ہیلتھ)۔ عزیزہ منصورہ عزیزہ آرا خان (ماسٹر آف سائنس اِن میڈیسن)۔ عزیزہ بشریٰ خالد (ماسٹر آف جرنلزم اینڈ کمیونیکیشن)۔ عزیزہ عطیۃ الکریم (ماسٹر آف سائنس)۔ عزیزہ بشریٰ مقدّس (ماسٹر آف سائنس)۔ عزیزہ سیدہ امۃ الحئی (ڈاکٹر آف فلاسفی)۔ عزیزہ سعدیہ ملک (ڈاکٹر آف فلاسفی اِن سائنس)۔ عزیزہ ریحانہ احمد (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ)۔ ڈاکٹر وجیہہ ملک (Fellow General Practitioners)۔ ڈاکٹر طلعت اُپل (Fellow-Obstetricians & Gynaecologists)۔ ڈاکٹر مائرہ ندرت رشید (Fellow-Intensive Care Medicine)۔ ڈاکٹر عمّارہ غفار چوہدری (Fellow General Practitioners)۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر مستورات سے خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اجلاس کے شروع میں جو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں آپ میں سے بعض جانتی ہوں گی کہ نکاح پر تلاوت کی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ان میں شامل ہے۔ سورۃ حشر کی جن آیات کی تلاوت کی گئی ہے ان میں سب سے پہلی آیت نکاح کے موقع پر جو مختلف آیات قرآنِ کریم کے مختلف حصوں میں سے لے کر تلاوت کی جاتی ہیں اُن میں سے ترتیب کے لحاظ سے آخری آیت بنتی ہے۔ جیسا کہ اس کا ترجمہ بھی آپ سن چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے کل پر بھی نظر رکھو۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جو دل میں قائم ہو تو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔ اگر یہ جڑ رہی، سب کچھ رہا ہے۔ پہلا مصرعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ترتیب فرمایا کہ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں